بعث بعد الموت کا عقیدہ

قرآن مجید کی روشنی میں



مصنف

ناشر

ثُمَّ اِنَّکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ تُبۡعَثُوۡنَ:

بعث بعد الموت کا عقیدہ

قرآن مجید کی روشنی میں

مؤلف

حضرت مولانا **مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی** حنفی دیناجپوری

پرنسپل جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کالپی شریف جالون یوپی

ناشر

حضرت مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ

رضا منزل کنٹھی گچھ نیچپا کھالی پوسٹ داسپاڑا ضلع

اتر دیناجپور بنگال۔9564767751

نام کتاب: بعث بعد الموت کا عقیدہ قرآن مجید کی روشنی میں۔

مؤلف: حضرت مولانا مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی حنفی دیناجپوری۔

پروف ریڈنگ: مولانا محمد منصور عالم رضوی دیناجپوری۔

ناشر: حضرت مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ رضا منزل کنٹھی گچھ نیچا کھالی پوسٹ داسپاڑا ضلع اتر دیناجپور بنگال۔

سن اشاعت: ۱۴۴۱ھ/2020ء۔ تعداد: 300۔ قیمت: 100

طباعت

ملنے کے پتے

جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کربلا روڈ کالپی شریف ضلع جالون یوپی۔ موبائل نمبر: 8617008310

اعلیٰ حضرت لائبریری ڈیگا بناہاٹ، تھانہ چوپڑا ضلع اتر دیناجپور۔ موبائل نمبر: 7908466296

دار العلوم شمس العلوم نوری مسجد اسلامپور اتر دیناجپور بنگال۔ موبائل نمبر: 8918216659

نوری رضوی بک ڈپو درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف یوپی۔ موبائل نمبر: 7302747796

برائے ایصال ثواب

مرحومہ منی فاطمہ

مرحومہ بصیرہ خاتون

شرف انتساب

غوث الاغواث قطب ربانی حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلطان الہند خواجہ غریب نواز سیدنا شیخ معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تارک السلطنت قدوۃ الاولیاء سید مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت سیدنا شیخ احمد فاروقی سرہندی نقشبندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قطب الاقطاب حضرت سیدنا شیخ سید میر محمد حسینی ترمذی قادری کالپوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام اہلسنت مجدد دین وملت سیدنا الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زبدۃ الاولیاء سرکار مفتی اعظم ہند الشاہ امام مصطفےٰ رضا خاں نوری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرشد برحق حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شرف اہتداء

بلبل بنگال حضرت مولانا محمد الیاس اشرفی قادری دیناجپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالرحیم نعیمی اشرفی دیناجپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

استاذ ملت حضرت مولانا غلام یاسین رضوی نوری دیناجپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

گر قبول افتد زہے عز وشرف

والسلام مع الکرام

غبار راہ علمائے اہلسنت

احقر الوریٰ محمد احمد رضا مصباحی غفرلہ

عرضِ ناشر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عصرِ حاضر میں الحادیت اور مادہ پرستی اپنے عروج پر ہے جس کے خطرات اسلامی معاشرے پر بادل کی طرح منڈلا رہے ہیں کیوں کہ مسلمانوں میں دینی تعلیم سے دوری اور دنیوی تعلیم سے قربت کا رجحان تیزی سے فروغ پا رہا ہے جس کے چلتے ایک مسلمان کا بچہ اسلامی عقائد ونظریات کو شک کی نگاہ سے دیکھنے کا عادی بنتا جا رہا ہے ممکن ہے آگے چل کر اس کے پاس اسلامی نام کے سوا کچھ نہ بچے۔

یہ بات یقیناً اپنی جگہ درست ہے کہ عصری تعلیم ترقی کا ایک زینہ جس کے بغیر آج ایک قدم بھی آگے بڑھنا مشکل ہے لیکن یہ بھی سچ ہے کہ وہ تعلیم جو اپنوں کو ہی اسلام سے بیگانہ کر دے وہ کسی عذاب سے کم ہرگز نہیں اس لئے ضروری ہے کہ ہم فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیضَةٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ : کو مدنظر رکھتے ہوئے خود کو اور اپنے بچوں کو کم از کم ضروریات دین وسنیت سے آشنا کرنے کی کوشش کریں تا کہ ایک سچے مسلمان کی حیثیت سے اس دنیا سے ہماری رخصتی ہو۔

اس ضمن میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ماضی قریب میں گزرنے والی ضلع اتر دیناجپور بنگال کی معروف دینی شخصیت بلبل بنگال حضرت مولانا الیاس اشرفی قادری علیہ رحمۃ الباری (متوفی ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء) نے اپنی مختصر حیات کا بیشتر حصہ اسلامی افکار ونظریات کی ترویج وترسیل میں صرف فرمایا تھا اور اپنے پسماندگان کے لئے بھی آپ کی یہی نصیحت تھی کہ اس جادۂ مرضیہ پر سب لوگ حتی الوسع قائم رہیں! یہ اور بات ہے کہ مبداء فیاض نے آپ کی ذات میں جو خوبیاں وکمالات ودیعت فرمائے تھے وہ کامل طور پر آپ کے فرزندوں کے حصے میں نہیں آئے لیکن ایک

بیٹا ہونے کے ناطے اس احقر کے دل میں آپ کی اس انمول نصیحت پر عملی جد وجہد کا داعیہ مسلسل مہمیز رہا چنانچہ آپ کے در دولت پر ہی آپ کی طرف منسوب کر کے ایک دار المطالعہ قائم کر دیا گیا جس کا نام **حضرت مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ** ، رکھا گیا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ اس دار المطالعہ میں مختلف دینی موضوعات پر مشتمل فی الحال دو ہزار کے قریب کتابیں موجود ہیں لیکن ابھی تک اس کے پاس کوئی مستقل عمارت نہ ہونے کی وجہ سے اس کی افادیت عام نہیں ہے البتہ اس کی کوشش جاری ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو بہت جلد عمارت کا بھی انتظام بھی ہو جائے گا۔

ایسا بھی نہیں کہ مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ کی سرگرمیاں صرف نام تک ہی محدود ہے بلکہ احباب گرامی کے لئے یہ اطلاع باعث مسرت ہوگی کہ بے پناہ مشکلات درپیش ہونے کے باوجود اب تک اس نے یہ تین کتابیں شائع کرنے کا شرف حاصل کیا ہے (۱) تازیانہ بر محبین عام دیابنہ (۲) قہر ربانی بر فتنۂ شیطانی (۳) المذہب المشہور فی زیارۃ القبور۔ اور اس وقت یہ چوتھی اشاعت ,عقیدۂ بعث بعد الموت اور نظریہ قرآنی ، اس سلسلے کی ایک اہم کڑی ثابت ہونے جا رہی ہے جس پر ہم اللہ تعالیٰ کا بے شمار شکر ادا کرتے ہیں۔ ہمارا ارادہ ہے کہ اس دار المطالعہ کے تحت حضرت بلبل بنگال علیہ الرحمہ کا ادھورا مشن رفتہ رفتہ تکمیل کی جانب بڑھے تاکہ دین وسنیت کی خدمت بھی ہو اور ان کی روح بھی مسرور ہو اسی خیال کے ساتھ احباب کی خدمت میں ہماری یہ نئی اشاعت حاضر ہے امید ہے کہ اپنی دعاؤں سے محروم نہیں فرمائیں گے۔

فقط والسلام مع الاکرام

منیجر حضرت مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ رضا منزل کنٹھی گچھ (نیچا کھالی) پوسٹ داسپاڑا تھانہ چوپڑا ضلع اتر دیناجپور بنگال 9564767751

تقریظ

سیف رضویہ عالم علوم اسلامیہ خلیفۂ حضور تاج الشریعہ

حضرت علامہ ومولانا **مفتی محمد شاعر رضا رضوی** دامت برکاتہم القدسیہ

استاذ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لاھلہ والصلوۃ علی اھلھا

اسی دنیا کو سمجھ رکھا تھا تونے جنت — سرکشی کی تجھے اب ہوگی سزا موت کے بعد

آخرت اور قیامت کا اڑاتا تھا مذاق — اپنی بکواس کی اب جھیل سزا موت کے بعد

اللہ عزوجل فرماتا ہے: ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ: پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہوجائیں گے **(الزمر-٦٨)** یہ نفخۂ ثانیہ ہے جس سے مردے زندہ کئے جائیں گے۔

اور فرماتا ہے اللہ عزوجل: يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا: جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوجوں کی فوجیں۔ (النبا-١٨)

اور فرماتا ہے عزوجل: يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَنَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا: جس دن صور پھونکا جائے گا (لوگوں کو محشر میں حاضر کرنے کے لیے) اور ہم اس دن مجرموں کو اٹھائیں گے نیلی آنکھیں (طٰہٰ-١٠٢)

اور فرماتا ہے عزوجل: وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي

الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَـآءَ اللّٰهُ وَ كُلٌّ اَتَوْهُ دٰخِـرِيْنَ: اور جس دن پھونکا جائے گا صور تو گھبرائے جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے خدا چاہے اور سب اس کے حضور حاضر ہوئے عاجزی کرتے۔(النمل۔۸۷)

یعنی روز قیامت سب لوگ بعد موت زندہ کئے جائیں گے اور موقف میں اللہ تعالی کے حضور عاجزی کرتے حاضر ہوں گے۔اور فرماتا ہے عزوجل۔:وَ نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَـاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ: اور پھونکا جائے گا صور جبھی وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے چلیں گے۔(یٰسین۔۵۱)

زمین اور پہاڑ اور ہر چیز نفخۂ اولی سے اضطراب میں آجائے گی اور تمام خلق مرجائے گی۔ اس کو اللہ عزوجل نے یوں فرمایا:يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ،تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ: کہ کافروں پر ضرور عذاب ہوگا جس دن تھرتھرائے گی تھرتھرانے والی، اس کے پیچھے آئے گی پیچھے آنے والی۔(النازعات۔۶/۷)

یعنی نفخۂ ثانیہ ہوگا،جس سے ہرشئ باذن الہی زندہ کردی جائے گی،ان دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:وَ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَ الْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّـكُمْ كُنْتُـمْ لَا تَعْلَمُوْنَ: اور بولے وہ جن کو علم اور ایمان ملا بیشک تم رہے اللہ کے لکھے ہوئے میں اٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اٹھنے کا(جس کے تم دنیا میں منکر تھے)لیکن تم نہ جانتے تھے(الروم۔۵۶)

یعنی انبیاء اور ملائکہ اور مومنین ان کارد کریں گے اور فرمائیں گے کہ تم جھوٹ کہتے ہو(یعنی تم نہ جانتے تھے)دنیا میں کہ وہ حق ہے ضرور واقع ہوگا،اب تم نے جانا کہ وہ دن آگیا اور اس کا آنا

حق تھا تو اس وقت کا جاننا تمہیں نفع نہ دے گا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ (خزائن العرفان)

اور فرمایا رب العزت نے: وَ اِذَا الۡوُحُوۡشُ حُشِرَتۡ: اور جب وحشی جانور جمع کیے جائیں۔ (التکویر ۔ ۵) روز قیامت بعد بعث، کہ ایک دوسرے سے بدلہ لیں، پھر خاک کر دیئے جائیں ۔حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ قیامت میں ہر شی اٹھائی جائے گی یہاں تک کہ مکھیاں بھی۔ (ابن ابی حاتم)

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک وہ لوگ جو دریا میں میں غرق ہوئے تو ان کے گوشت کو مچھلیوں نے تقسیم کرلیا باقی صاف حصہ ایک حصہ ہڈیاں رہ گئی تو انہیں دریا نے جنگلوں میں پھینک دیا، ایک عرصہ ہڈیاں جنگلوں میں رہ کر چورہ چورہ ہوگئیں ان پر اونٹ گزرتے رہے اور انہیں کھاتے رہے یہاں تک کہ انہیں مینگنیاں بنا کر پیٹ سے باہر پھینکا اس کے بعد قوم نے آکر ان پر گھر بنائے اور ان مینگنیوں کو آگ میں جلایا وہ بالکل راکھ ہو گئی پھر اس راکھ کو ہوا نے اڑا کر زمین میں بکھیرا تو جب صور پھونکا جائے گا تو قیامت میں وہ دوسرے اہل قبور کی طرح برابر طور اٹھائے جائیں گے (ابونعیم)

اور فرمایا ہے رب العزت نے: کَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلۡقٍ نُّعِيۡدُهٗ: جیسے پہلے اسے بنایا تھا ویسے ہی پھر کردیں گے۔ (الانبیاء۔ ۱۰۴)

یعنی ہم نے جیسے پہلے عدم سے بنایا تھا ویسے ہی پھر معدوم کرنے کے بعد پیدا کردیں گے یا یہ معنی ہیں کہ جیسا ماں کے پیٹ سے برہنہ غیر مختون پیدا کیا تھا ایسا ہی مرنے کے بعد اٹھائیں گے (خزائن العرفان)

امام اہل سنت سرکار اعلی حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ایک دن آواز بدلیں گے یہ ساز چھپا کہرام ہو ہی جائے گا

بندہ بے دام نے یہ چند مذکورہ بالا قرآنی آیات وکلمات بعث بعد الموت سے متعلق بغرض تصدیق وتوثیق کتاب ھذا پیش کیا جس میں عقیدہ آخرت و بعث بعد الموت کو احادیث و آثار صحیحہ متوافرہ متظافرہ، اقوال ائمہ دینیہ و جزئیات فقہیہ سے قطع نظر کہ جن کا ایراد موجب اطول، تا کتاب دراز نہ گردد، نیز مقصود ومطلوب مختصر، فقط واضح وروشن متعدد آیات قرآنیہ سے مرصع ومزین کر کے بیان کیا گیا ہے۔

اس مبارک رسالہ کو محقق عصر ماہر علم وفن ناصر اہل سنن ہادم قلعہ صلح کلیت ناشر مسلک اعلی حضرت خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت **علامہ مفتی محمد احمد رضا صاحب قادری رضوی مصباحی ,حنفی دیناجپوری**، مدظلہ العالی (شہزادہ بلبل بنگال) صدر ومفتی جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کالپی شریف یوپی کے قلم حقیقت نے رقم فرمایا ہے مفتی صاحب قبلہ نے بغرض اصلاح امت عقیدہ آخرت جوضروریات دین سے ہے کہ اس کا انکار کفر ہے نہایت بالتسہیل والتسلیس جاذبانہ پرکشش انداز واسلوب میں بیان فرمایا جس کا فہم وادراک عامی کو بھی دشوار نہ ہوگا۔اس عقیدہ کی افہام وتفہیم کے لئے مفتی صاحب قبلہ نے ماشاءاللہ ۷۵ رنصوص قرآنیہ کتاب کے چند مشمولات میں وارد کیا جو آپ کی قرآن فہمی، کثرتِ مطالعہ، مسائل شرعیہ میں غور وخوض تتبع وتجسس، جد و جہد، جذبہ تبلیغ واشاعت عقائد اہل سنت، خدمت خلق، علمی گہرائی، وسیع النظری، اور مسائل قرآن میں ژرف نگاہی پر بین دلیل ہیں۔

موافق موضوع کتاب کے مشمولات یہ ہیں۔(۱) بعث بعد الموت پر یقین اسلام کا ایک

بنیادی عقیدہ ہے۔(۲) منکرین کا تعجب وارتیاب اور حجت قرآنی۔(۳) دعوت انبیاء علیہم السلام میں عقیدہ بعث بعد الموت کا ذکر۔(۴) قرآن کا چیلنج اور منکرین کی ہزیمت۔(۵) عقل انسانی ایک عظیم نعمت ہے۔(۶) عقل والوں کو دعوت قرآنی۔(۷) عقیدہ بعث بعدالموت اور قرآنی ارشادات۔(۸) بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہوکر اپنے قاتل کی نشاندہی کرنا۔(۹) حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے ایک جماعت کا موت کے بعد زندہ ہونا۔(۱۰) حضرت عزیز علیہ السلام کا وفات کے سوسال بعد دوبارہ حیات ظاہری کی طرف پلٹنا۔(۱۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پرندوں کی موت کے بعد زندہ ہونے کا مشاہدہ کرنا۔(۱۲) اصحاب کہف کا تین سوسال بعد نیند سے بیدار ہوکر عقیدہ بعث بعد الموت پر دلیل بن جانا۔(۱۳) عقیدہ بعث بعدالموت ایک اٹل حقیقت ہے۔(۱۴) تتمہ۔

کتاب پڑھ کر دیکھئے تو آپ بھی کہیں گے کہ مفتی صاحب قبلہ نے قوم کو ایک بیش بہا گراں قدر سرمایہ پیش کیا جو قابل ستائش ولائق اجابت اور عقائد اسلامیہ کی ترویج واشاعت کی طرف راغب کرتا ہے۔جس میں بالخصوص خطباء وواعظین اور رہبران دین کو اصلاح امت کے لیے عقائد اہل سنت بعث وحشر ونشر وقیامِ قیامت، قضاء وقدر بیان کرنے کی تلقین ہے۔ یہ ایک اچھی فکر ہے کہ قوم مسلم کی ترقی فلاح وصلاح اسی میں مضمر ہے کہ عقیدہ آخرت بیان کرنے کا سب سے بڑا اثر یہ ہے کہ یہ انسان کے اندر مراقبۂ نفس اور محاسبۂ ذات کی صفت پیدا کرتا ہے پھر انسان اپنے اعمال کی خود پاسبانی کرتا ہے اور مزید کثرت عمل کا جذبہ وشوق پیدا ہوتا ہے مصائب پر صبر کی قوت ملتی ہے غرض کہ بعث بعد الموت کا

عقیدہ انسان کے ظاہر و باطن دونوں کو بدل دیتا ہے اور انھیں نیک اعمال و اخلاق سے متصف کر دیتا ہے، اس عقیدہ پر کتاب شائع کرنے کا مقصود بھی یہی ہے کہ لوگوں کے ایمان و عقیدے کی حفاظت ہو اور گمراہی سے بچ کر اپنی مراد کو پہونچیں۔

نفس تو تو رام ہو ہی جائے گا یا درہ جائیں گی یہ بے باکیاں

مفتی صاحب قبلہ کی زیادہ تر تصنیفات و تالیفات مطبوعہ غیر مطبوعہ اور مقالات وغیرہا مذاہب باطلہ عقائد عاطلہ، مفاسد شرعیہ کے رد و ابطال اور ضروریات دین و ضروریات مذہب اہل سنت والجماعت بالخصوص تعلیمات مسلک اعلی حضرت کی نشر و اشاعت پر مشتمل ہیں جو اس بات پر واضح طور پر ثبوت ہے کہ احقاق حق و ابطال باطل و عاطل آپ کا خاص وصف ہے اور آپ کے کارہائے نمایاں کو عوام و خواص قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بالخصوص آپ کے محبین میں علماء کرام آپ کی قابلیت، تحقیق و تدقیق، قلمی توانائی، قلمی نقوش، منصفانہ مزاج، اخلاق کریمانہ، علو ہمتی، تصلب فی الدین کو خوب سراہاتے ہیں۔ یہ فقیر بھی ان کے کام کی وسعت سن سن کر اور دیکھ کر خوش ہوتا رہتا ہے اللہ عزوجل اعطائے جزائے خیر کے ساتھ ساتھ مفتی صاحب قبلہ کی اس کاوش کو مقبول عام اور مفید انام کرے، گم گشتگان راہ راست کے لیے مشعل راہ بنائے اوران کو صحت و سلامتی کے ساتھ مزید دینی ملی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

دعا گو: احقر العباد محمد شاعر رضا قادری رضوی دارجلنگوی غفرلہ القوی

خادم العلم الشریف جامعۃ الرضا بریلی شریف

۱۰/۱ اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز شنبہ

کلمات حبیب

حضرت علامہ مفتی محمد حسنین رضا مصباحی مدظلہ العالی

استاذ عربی ادب جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کالپی شریف

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہٖ الکریم

جس طرح ایک مسلمان کے لئے نماز و روزہ وغیرہ فرائض دینیہ کے حق ہونے پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے یونہی حشر ونشر یعنی بعث الموت کے قطعا سچ ہونے پر بھی ایمان رکھنا لازمی ہے کیوں کہ حشر ونشر کے حق ہونے پر ایمان رکھنا ضروریات دین میں سے ہے اسی لئے علمائے دین نے یہ واضح کر دیا ہے کہ اس عقیدے کا منکر ضروریات دین کا منکر اور خارج از اسلام ہے اس لئے مسلمانوں کے درمیان اس عقیدے کا ذکر بار بار ہونا چاہئے کیوں کہ اس سے انسان گناہوں سے احتراز اور عبادت و ریاضت کی مشقتیں اٹھانے کی قوت حاصل کرتا ہے جبکہ اس کی طرف سے غفلت و بے خیالی اقدام گناہ کا سبب بن جاتی ہے۔

آج کے اس دور مادہ پرستی میں بعث بعد الموت کا عقیدہ مسلمانوں میں بہت ہی کمزور ہوتا دیکھائی دے رہا ہے جس کی وجہ سے انسان کار گناہ سے خوف نہیں کھاتا اور وہیں اگر اس کے دل و دماغ میں یہ عقیدہ ہمہ وقت تازہ رہے کہ مجھے مرنا ہے اور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور اچھے برے اعمال کا جواب دہ ہونا ہے تو وہ خود کو گناہوں باز رہنے کی کوشش کرے گا، بہر حال جزا و سزا کا ایک دن متعین ہے اللہ تعالیٰ سورۂ زلزلہ میں فرماتا ہے۔

:فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ. وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ: (تو جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا) اور جس دن یہ ایسا ہوگا اسی دن کا نام یوم قیامت ہے۔ اور اس دن کو یوم نشر و حشر بھی بولا جاتا

ہے,نشر،کا معنی ہے موت کے بعد مخلوق کو زندہ کرنا جبکہ ,حشر،کا معنی ہے انہیں میدان حساب اور پھر اس کے بعد جنت ودوزخ کی طرف لے جانا،اور یقینا ایسا ہونا ہے۔

دور حاضر جس میں فتنے حشرات الارض کی طرح جنم لے رہیں اور مسلمانوں کے عقائد وایمان پر شب خون مار رہے ہیں ایک فتنے کا تدارک نہیں ہو پاتا کہ دوسرا سر اٹھالیتا ہے اسی میں امت مسلمہ میں پھیل رہی ضعیف الاعتقادی بھی ہے بالخصوص مسلم نوجوانوں کا یوم آخرت اور اس کے مراحل پر یقین وایمان آج بہت کمزور ہوتا ہوا نظر آرہا ہے جبکہ یہ بہت ہی تباہ کن ہے۔ذخائر اسلامی میں اس عقیدہ کے برحق ہونے پر مضبوط دلائل موجود ہیں چانچہ زیر نظر رسالہ ,**بعث الموت کا عقیدہ قرآن مجید کی روشنی میں**،اسی سلسلے میں ترتیب دیا گیا ایک مدلل مضمون کا مجموعہ ہے،بفضلہٖ تعالیٰ مجھ ناچیز کو شروع سے آخر تک اس رسالے کو پڑھنے کا موقع ملا جو بہت خوب ہے خاص طور سے متعلقہ مضمون پر صرف آیات قرآنیہ کا التزام اور دعوت فکر دینے والا تبصرہ وبیان مطالعہ کرنے والوں کو سامان تسکین فراہم کرنے والا ہے۔اس رسالہ کے مرتب خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی حنفی دیناجپوری ہیں جو تصنیف وتالیف اور مطالعہ کا گراں بہا شوق اور تتبع وتلاش وتحقیقی مزاج رکھتے ہیں ساتھ ہی ساتھ حضرت مفتی صاحب قبلہ نرم مزاج،پاکیزہ اخلاق وکردار،علمی استحضار اور فقہ افتاء میں خاصی مہارت کے بھی حامل ہیں۔دعا ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو صحت وسلامتی کے ساتھ ساتھ ملت ومسلک کی زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے اس رشحات قلم کو مقبولیت دارین عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔فقط والسلام۔

حسنین رضا مصباحی عفی عنہ خادم الدرس جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کالپی شریف

تاثرات عزیز

حضرت مولانا مفتی محمد حیات اللہ رضوی نظامی

استاذ جامعہ اہلسنت ضیاٗ العلوم کربلا روڈ کالپی شریف ضلع جالون یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عصر حاضر میں امت مسلمہ سیاسی، معاشی، تہذیبی، معاشرتی اور عائلی وروحانی مسائل کو لیکر سخت بحران و پیچیدگی کا شکار ہے جس کا بنیادی سبب تعلیمات قرآنی سے بے رخی اور شرعی تقاضوں سے بے توجہی برتنا ہے جبکہ امت اگر اپنا کھویا ہوا وقار اور اعتماد بحال کرنا چاہے تو اس کے لئے واحد راستہ صرف یہ ہے کہ نظریۂ قرآنی و تعلیمات دینی پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔ آج یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ ہمارے اسلامی معاشرے میں دنیاداری اور مادہ پرستی سرایت کرگئی ہے جس کی وجہ سے لوگ آخرت وعقیدۂ اخرت سے پرواہوکر گناہوں کی طرف مائل نظر آتے ہیں حالانکہ آخرت کا تصور قرآن وحدیث میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ موت کے بعد ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور جو جیسا عمل کرے گا اس کو ویسا بدلہ دیا جائے گا لہذا یہ بات بہت اہم ہے کہ مسلمان فکر آخرت سے ہرگز غافل نہ ہو۔

اس وقت ہمارے سامنے یوم آخرت کو دیاد دلانے والی ایک کتاب مسمّیٰ بہ **,بعث بعد الموت کا عقیدہ قرآن مجید کی روشنی میں**، موجود ہے جو استاذ گرامی ماہرعلوم درسیہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی حنفی دیناجپوری صدر شعبۂ افتا وصدرالمدرسین جامعہ اہلسنت ضیأ العلوم کربلا روڈ کالپی شریف کی تصنیف لطیف ہے جو اپنے موضوع پر

خوب سے خوب تر ہے ماشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت نے اس کتاب میں آیات وامثال اور قصص قرآنیہ کے ذریعہ عقیدۂ بعث بعد الموت کو واضح کیا ہے اور طوالت سے کام نہ لے کر معروضانہ لب ولہجہ استعمال کرتے ہوئے مختصر تبصرہ پر اکتفا فرمایا ہے تاکہ پڑھنے وسمجھنے میں کوئی دقت نہ ہو اور دل میں احساس آخرت بھی بیدار ہو جائے۔ حضرت استاذ گرامی کی اس سے قبل بھی متعدد کتابیں طبع ہو کر اہل علم سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں جن میں سے (۱) المذہب المشہور فی زیارۃ القبور۔ (۲) تازیانہ بر محبین عام دیابنہ۔ (۳) قہر ربانی بر فتنۂ شیطانی۔ (۴) پیغام تعلیم۔ وغیرہ کتابیں قابل ذکر ہیں جو حسب ضرورت عوام اہلسنت کی رہنمائی کے لئے معرض وجود میں آئیں۔ کتاب ہذا بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جس کو اپنی گوناگوں علمی مصروفیات میں شامل فرما کر اصلاح عوام کی خاطر آپ نے حال ہی میں زیور ترتیب سے آراستہ فرمایا ہے ہمیں امید ہے کہ اہل ذوق اسے پسند فرمائیں گے، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ حضرت کی اس کاوش کو قبول فرما کر مقبول عام بنائے اور ان کو صحت وتندرستی کی دولت سے مالا مال رکھے وزیادہ سے زیادہ دین متین کی خدمت لے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

والسلام مع الکرام

محمد حیات اللہ نظامی

جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کربلا روڈ کالپی شریف یوپی

۱۷ / اگست ۲۰۲۰ء

عرضِ حال

حامدا ومصلیا ومسلما

ایک مسلمان کے سامنے جب موت، قبر، حشر، نشر، یوم حساب، صراط، میزان وجہنم کی بات کر کے اسے گناہوں سے بچنے کی تلقین اور نیکیاں کرنے کی ترغیب دی جائے اور جواب میں یہ سننے کو ملے کہ جب مرنا ہے تب مرنا ہے، قبر میں کون دیکھنے جاتا ہے کہ وہاں کیا ہوگا، مرنے کے بعد جو ہوگا دیکھ لیں گے، وہاں کا معاملہ وہیں دیکھا جائے گا وغیرہ وغیرہ تو اس وقت صرف افسوس ہی نہیں بلکہ حیرت واستعجاب کی انتہا ہو جاتی ہے یہ سوچ کر کہ کہیں اس کا عقیدۂ آخرت کمزور یا مشکوک تو نہیں ہو گیا ہے جس کے نتیجے میں وہ اس طرح کا ردعمل ظاہر کر رہا ہے۔

یقینا اس طرح کی غیر مناسب باتیں ایک مسلمان سے صادر نہیں ہونی چاہئے اور اگر کوئی کلمہ گو عقیدۂ آخرت کے متعلق شک وشبہ کا شکار ہو جاتا ہے تو اس کا ایمان آخرت میں نفع بخش ثابت نہیں ہوگا کیوں کہ یہ عقیدہ ضروریات دین سے ہے اس کے برعکس کفار وملحدین کا یہ نظریہ ہے کہ دنیا ہی سب کچھ ہے آخرت کوئی چیز نہیں بھلا مرنے کے بعد جب گوشت پوست وہڈیاں گل سڑ جائیں گی تو اس کا احیا کس طرح ممکن ہے؟ یہی عقیدہ کفار مکہ کا بھی تھا جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت نقل فرمائی ہے۔

: جاء العاص بن وائل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم

بعظم حائل، ففته بيده. فقال يا محمد: أيحيى الله هذا بعد ما أرى؟ قال: نعم. يبعث الله هذا، ثم يميتك، ثم يحييك، ثم يدخلك نار جهنم فنزلت الآيات من آخر يس، {أولم ير الإنسان أنا خلقناه من نطفة فإذا هو خصيم مبين} إلى آخر السورة: عاص بن وائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک بوسیدہ ہڈی لے کرآیا اور اس کو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کہنے لگا، اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا اللہ اس کو زندہ کرے گا اس حال کے بعد جو میں اس وقت دیکھ رہا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں! اللہ تعالیٰ اس کو زندہ کر کے دوبارہ اٹھائے گا پھر تجھ کو موت دے گا پھر تجھ کو زندہ کرے گا پھر تجھ کو جہنم کی آگ میں داخل کرے گا۔ اس پر سورۃ یٰسین کے آخر کی آیتیں نازل ہوئیں: اولم یر الانسان اناخلقنه من نطفة فاذا هو خصيم مبين الیٰ آخر سورۃ: (اور کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے پانی کی بوند سے بنایا جبھی وہ صریح جھگڑالو ہے آخری سورہ تک) (تفسیر درمنثور)

حضور صدر الا فاضل علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

یہ آیت عاص بن وائل یا ابوجہل اور بقولِ مشہور اُبَی بن خلف جُمَحی کے حق میں نازل ہوئی جو انکارِ بَعث میں یعنی مرنے کے بعد اٹھنے کے انکار میں سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بحث و تکرار کرنے آیا تھا اس کے ہاتھ

میں ایک گلی ہوئی ہڈی تھی اس کو توڑتا جاتا تھا اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتا جاتا تھا کہ کیا آپ کا خیال ہے کہ اس ہڈی کو گل جانے اور ریزہ ریزہ ہو جانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا ؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہاں اور تجھے بھی مرنے کے بعد اٹھائے گا اور جہنّم میں داخل فرمائے گا اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان)

اس بیان سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ بعث الموت کے تعلق سے کفار کا عقیدہ کیسا ہوتا ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے برعکس کیا نظریہ رکھنے کا حکم فرمایا جس کی تائید اللہ رب العالمین کا کلام کررہا ہے اس کے باوجود اگر کوئی اس کی طرف سے غفلت کا شکار ہوتا ہے تو اس کا انجام کیا ہوگا بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔لیکن تصویر کا ایک دوسرا رخ یہ بھی ہے کہ اہل منبر ومحراب کی طرف سے عوام الناس کے سامنے اس نوعیت کے مسائل بہت کم بیان کئے جاتے ہیں اور اگر کوئی بیان کرتا بھی ہے تو فقط برائے نام جس میں نہ دلائل کی رعایت ہوتی ہے نہ نصوص کا التزام یہی وجہ ہے کہ عام طور پر لوگ عقیدۂ بعث بعد الموت کو شاید زیادہ اہمیت نہیں دیتے حالانکہ آج اس چیز کی حاجت ایک بار پھر شدید ہوگئی ہے کہ اسلام کے بنیادی عقائد ونظریات کو مدلل ومبرہن انداز میں عوام میں بیان کیا جائے تاکہ اسلامی اقدار کے اس دور زوال میں عامۃ المسلمین کا یقین واعتماد کم از کم ضروریات دین وایمان پر پورے کمال کے ساتھ بحال رہے چنانچہ ہم نے اسی زاویۂ نگاہ کے تحت کتاب مجید کی ان آیات مقدسہ

کولیا جو صراحۃً بعث بعد الموت کی حقیقت پر دال ہیں اوران قرآنی قصص وامثال کو بھی بیان کیا جو زیر عنوان آتے ہیں البتہ اس سلسلے میں احادیث مبارکہ کو زیر بحث نہیں لایا کیوں کہ ایک تو طوالت سے بچنا تھا دوسرے اس پر صرف نظریۂ قرآنی کو ذکر کرنا مقصود تھا اسی مناسبت کی وجہ سے ہم نے اس کا نام ,, **بعث بعد الموت کا عقیدہ قرآن مجید کی روشنی میں** ،، رکھا اس نیت کے ساتھ کہ دین کی ایک بات دوسرے بھائیوں تک پہنچانے کا شرف مجھے بھی حاصل ہو، امید کرتا ہوں کہ احباب اخلاص مند پسند فرمائیں گے۔

انداز بیاں گرچہ بہت شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

اب اس بات کا اظہار کرتے ہوئے مجھے بے پناہ مسرت ہورہی ہے کہ کتاب ہذا کی طباعت واشاعت کی کچھ مالی ذمہ داری ہمارے دیرینہ محب وکرم فرما حضرت **مولانا منصوور عالم رضوی دیناجپوری** مدرس دارالعلوم شمس العلوم نوری مسجد اسلامپور نے پورے اخلاص کے ساتھ لے لی ہے اوراس سے قبل بھی ہماری دو کتابوں کی اشاعت میں ان کا مالی تعاون بھرپور شامل رہا لہٰذا فقیر قادری خوشدلی کے ساتھ ان کے حق میں دعائیں خیر کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ انہیں اس کا اجر کامل عطا فرمائے۔

میں مشکور وممنون ہوں اپنے مخلص محب وکرم فرما سیف رضویہ فاضل علوم اسلامیہ خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ **مفتی محمد شاعر رضا رضوی** دارجلینگوی مدظلہ العالی

استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف کا کہ حضرت نے میری اس ضعیف کاوش کو ملاحظہ فرمایا اور اپنے قیمتی تاثرات پیش فرما کر کتاب کی وقعت میں اضافہ کیا۔ ساتھ ہی یہاں میرے وہ احباب گرامی بھی بہت زیادہ لائق سپاس ہیں جو اس کام میں میرے معین ومعاون ثابت ہوئے یعنی حضرت مولانا **مفتی حسنین رضا مصباحی** دام مجدہٗ استاذ جامعہ اہلسنت ضیأ العلوم کالپی شریف جنھوں نے کتاب پر نظر ثانی کی زحمت اٹھائی اور عزیز القدر **مفتی محمد حیات اللہ رضوی** سلمہ اللہ تعالیٰ شعبۂ تخصص فی الفقہ جامعہ ہذا کہ عزیزم نے پروف ریڈنگ کا فریضہ انجام دیا اور محب ومخلص رفیق گرامی **حضرت مولانا منصور عالم رضوی** زید کرمہٗ جو میری تالیفات کو منظر عام لانے کے لئے راستہ ہموار کرتے رہتے ہیں۔ اللہ رب العزت ہر ایک کو اس نیک کام کا بہترین بدلہ عطا فرمائے اور مجھ بینوا کو ایسے دوستوں کی رفاقت سے کبھی بھی محروم نہ کرے۔ آمین۔

اب محترم قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ ہم نے اس رسالے کو اپنے صواب دید کے مطابق بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی ہے اور طول واختصار کے مابین آیات قرآنیہ کی روشنی میں ضروری باتیں بیان کردی ہیں نیز قارئین کو دقت نہ ہو اس لئے آیات قرآنیہ پر اعراب کا بھی التزام کردیا ہے لیکن یہ ایک قلیل البضاعت وحقیر بندے کی کاوش ہے جس میں کوشش کے باجود ہر طرح کی غلطیاں رہ جانا ممکن بلکہ واقع ہے اس لئے گزارش ہے کہ اگر کتاب میں کہیں کوئی خطا نظر آئے تو از راہ اصلاح ومحبت آگاہ فرمائیں تاکہ اس کو دور کیا جاسکے اور فقیر واس کے والدین واحباب کے حق

میں حسن خاتمہ ومغفرت کی دعا کریں کہ یہی سب سے عظیم چیز ہے۔

دعا: اے رب کریم تیری بارگاہ عظمت وجلال میں تیرے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنا کر یہ فریاد کرتا ہوں کہ میری اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اسے مقبولیت کے زیور سے آراستہ کردے، میری تمام عصیاں پر عفو وغفران کی بارش برسادے، میری اور میرے والدین، برادران، احباب وجملہ مؤمنین کی مغفرت فرمادے، سب کو ایمان واخلاص کی دولت سے مالا مال فرما اور اس کتاب کے مؤلف، ناشر اور قارئین پر حفظ وامان کا سایہ دراز فرما۔ آمین بجاہ سید المرسلین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

فقط والسلام

طالب دعا

احقر الوریٰ **محمد احمد رضا قادری مصباحی** غفرلہ ولابویہ

خادم الحدیث والافتا جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کربلا روڈ کالپی شریف ضلع جالون یوپی

۱۸ر فروری ۲۰۲۰ء

قرآن مجید اور موت کے بعد کی زندگی کا نظریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

موت کے بعد ہم سب کو اللہ تعالیٰ پھر دوبارہ زندہ فرمائے گا یہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے اس کے بغیر آدمی مؤمن نہیں ہوسکتا، اللہ جل مجدہٗ کا ارشاد ہے۔

:ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ: پھر تم سب قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے۔(المومنون۔۱۶)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

:قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ : يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ : یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ چار باتوں پر ایمان نہ لائے، (۱) وہ گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (۲) وہ گواہی دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں اس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے (۳) وہ ایمان لائے اس بات پر کہ موت کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا (۴) وہ ایمان لائے تقدیر پر (ترمذی، باب الایمان بالقدر)

شرح عقائد نسفی میں ہے۔

:وهو أن يبعث الله تعالى الموتى من القبور, بأن يجمع أجزاءهم الأصليّةويعيد الأرواح إليها: اور اللہ تعالیٰ مردوں کو دوبارہ قبروں سے زندہ اٹھائے گا اس طور پر کہ ان کے اجزائے اصلیہ کو جمع کر کے ان کی ارواح کو ان میں داخل فرمائے گا۔ (شرح عقائد نسفی،ص ۹۹)

لہٰذا اس کا منکر کافر و بد دین اور قرآن مجید و ارشادات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلانے والا ہے۔ جیسا کہ کفار کے اس عقیدے کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مجید نے کہا ہے۔

:زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ: ترجمہ۔ اور کافروں کا یہ گمان ہے کہ وہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے! اے نبی آپ کہئے! کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر تمھارے کرتوت کی سزا تمھیں دِکھا دی جائے گی اور یہ اللہ کے لئے بہت ہی آسان ہے۔ (تغابن۔ ۷)

دعوت انبیاء علیہم السلام میں عقیدۂ بعث بعد الموت کا ذکر

جمیع انبیائے کرام علیہم والسلام کی دعوت میں یہ عقیدہ مشترکہ طور پر جزو لاینفک رہا ہے کہ موت کے بعد انسان کو اللہ رب العالمین دوبارہ زندہ فرمائے گا اور اس سے اس کے اعمال کے متعلق پوچھا جائے گا چنانچہ قوم کے نام حضرت نوح علیہ السلام کی جو

دعوت تھی اس کا ایک فکری پیغام اہل خرد کے لئے یہ بھی تھا۔

:مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا، وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا، وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا، وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا، ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا: ترجمہ۔تم اللہ کی عظمت وجلالت کو کیوں تسلیم نہیں کرتے ؟ حالانکہ اس نے تم کو بہ تدریج پیدا کیا! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے سات آسمان کس طرح اوپر تلے پیدا کئے ہیں اوران میں چاندکو روشن فرمایا اور سورج کو چراغ بنایا اور اللہ نے تم کو زمین سے اگایا ہے پھر تم کو اسی زمین میں لوٹائے گا اور دوبارہ تم کو نکالے گا۔(نوح۔۱۳ تا۱۸)

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعوت توحید دیتے ہوئے اپنی قوم سے جو فرمایا تھا اس میں بھی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا ذکر تھا کما فی القرآن۔

:الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ يَهْدِيْنِ، وَالَّذِیْ هُوَ يُطْعِمُنِیْ وَيَسْقِيْنِ، وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ، وَالَّذِیْ يُمِيْتُنِیْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ: ترجمہ: جس نے مجھے پیدا کیا سو وہی (اللہ تعالیٰ) مجھے ہدایت دیتا ہے، اور وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے، اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے، وہی میری روح قبض کرے گا پھر مجھے زندہ فرمائے گا (الشعراء۔۷۸ تا۸۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون، ہامان، قارون اور ان کے ہمنواؤں کو دعوت حق

دی تو اسے قبول کرنے کے بجائے انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مات دینے کے لئے میدان جنگ آراستہ کیا اور ہر ممکن حربہ استعمال کیا مگر وہ عاجز و خاسر ہی رہے بالآخر اپنی طاقت وقوت کے نشے میں چور ہو کر فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں کو نہایت ہی تکبر اور گھمنڈ کے ساتھ قتل کرنے کی دھمکی دی اس پر موسیٰ علیہ السلام نے جواب میں فرعون سے جو فرمایا تھا اس میں یوم حساب یعنی حشر کے دن کا ذکر بطور خاص موجود ہے جیسا کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جواب اس طرح محفوظ ہے۔

: وَقَالَ مُوْسٰى اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ: ترجمہ۔ اور موسیٰ نے کہا میں ہر اس متکبر سے جو یوم حساب پر ایمان نہیں رکھتا (اس کے شر سے) اپنے اور تمھارے رب کی پناہ میں ہوں **(الغافر۔۲۷)**

یونہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے بعد جب قوم نے آپ کی والدہ پر شک ظاہر کیا تو باذن الٰہی آپ نے آغوش مادر ہی میں قوم سے خطاب فرمایا جس میں والدہ کی پاکدامنی کے ساتھ ساتھ مختصر الفاظ میں پورے عقیدۂ اسلامی کا زبردست نقشہ کھینچ دیا اور اس میں بعث بعد الموت کا نظریہ بھی خوب واضح فرما دیا تھا جو صفحائے قرآنی میں کچھ اس طرح مرقوم ہے۔

: قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْـًٔا فَرِیًّا یٰۤاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِیًّا ، فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ قَالُوْا كَیْفَ نُكَلِّمُ

مَنۡ کَانَ فِی الۡمَهۡدِ صَبِیًّا ، قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّا ، وَّ جَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ وَاَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّا ، وَّ بَرًّا بِوَالِدَتِیۡ وَلَمۡ یَجۡعَلۡنِیۡ جَبَّارًا شَقِیًّا ، وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوۡمَ وُلِدۡتُّ وَ یَوۡمَ اَمُوۡتُ وَ یَوۡمَ اُبۡعَثُ حَیًّا : بولے اے مریم بے شک تو نے بہت سنگین معاملہ کیا ہے، اے ہارون کی بہن! نہ تیرا باپ برا آدمی تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی! اس پر مریم نے بچے کی طرف اشارہ کیا تو وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم گود کے بچے سے کیسے بات کریں؟ تب اس بچہ نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) بنایا اور اس نے مجھے برکت والا بنایا چاہے میں کہیں بھی رہوں اور اس نے مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک اس دنیا میں رہوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا بنایا ہے اور مجھے بد بخت نہیں بنایا اور سلام ہو مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا **(مریم۔۲۷ تا ۳۳)**

غرض کہ انبیائے کرام ورسولان عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت میں بعث بعد الموت کی حقیقت کا ایک غیر مبدل اور مستحکم پیغام اپنی اپنی قوم کے لئے مشترکہ طور موجود تھا بلکہ انبیائے کرام علیہم السلام نے یہ بھی باور فرما دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کے جمیع احکام کی قبولیت کا جو دائمی نتیجہ سامنے آنا ہے وہ کماحقہٗ اس دنیا سے آخرت میں منتقل ہونے کے بعد ہی دیکھنے کو ملے گا۔

منکرین کا تعجب وارتیاب اور حجت قرآنی

تمام انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت میں موت کے بعد کی زندگی کا تفصیلی بیان ہونے کے باوجود منکرین حق اور مادہ پرست ذہنیت کے حاملین نے اس عقیدۂ بعث بعدالموت کو خلاف عقل قرار دے کر نہ صرف اس کو جھٹلانے کی کوشش کی بلکہ بعض بد بختوں نے ازراہ تمسخر اس پر غیر مہذب تبصرہ بھی کیا۔ چنانچہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب کفار کے سامنے اس عقیدے کو رکھا۔

ثم إنکم یوم القیامة تبعثون: پھر تم سب قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے۔ (المومنون۔۱۶)

تو یہ بات سن کر ان کو بڑا تعجب ہوا اور سلسلے میں ان کا جو ردعمل سامنے آیا اس کا ذکر قرآن مجید میں کچھ اس طرح ہوا ہے جو سورۂ ھود میں آیا ہے۔

وَلَئِنۡ قُلۡتَ اِنَّكُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِ الۡمَوۡتِ لَيَقُوۡلَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ: اور اگر تم فرماؤ کہ بے شک تم مرنے کے بعد اٹھائے جاؤ گے تو کافر ضرور کہیں گے کہ یہ تو نہیں مگر کُھلا جادو (ھود۔۷)

سورۂ ق میں ہے: أَئِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا ذَالِكَ رَجۡعٌ بَعِيۡدٌ: یا جب ہم مرجائیں اور مٹی ہوجائیں گے پھر جئیں گے یہ پلٹنا دُور ہے (ق۔۳)

سورۂ صٰفٰت میں ہے: ءَاِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ

: کیا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم ضرور اٹھائے جائیں گے (صٰفٰت ١٦)

سورۂ نازعات میں ہے: يَقُوْلُوْنَ أَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ، أَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً : کافر کہتے ہیں کیا ہم پھر الٹے پاؤں پلٹیں گے، کیا جب گلی ہڈیاں ہو جائیں گے (نازعات۔١٠/١١)

سورۂ واقعہ میں فرمایا: وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ أَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا أَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ، اَوَ اٰبَآئُنَا الْاَوَّلُوْنَ : اور کہتے تھے کیا جب ہم مر جائیں اور ہڈیاں اور مٹی ہو جائیں تو کیا ضرور ہم اُٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔ (واقعہ۔٤٧/٤٨)

سورۂ اسراء کی آیت ہے: وَقَالُوْا أَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا أَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا، اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ، فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ يُّعِيْدُنَا قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ قُلْ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا : اور بولے کیا جب ہم ہڈیاں اور ریزہ ریزہ ہو جائیں گے کیا سچ مچ نئے بن کر اٹھیں گے تو رب تعالیٰ نے اپنے رسول سے فرمایا تم فرماؤ کہ پتھر یا لوہا ہو جاؤ، یا اور کوئی مخلوق جو تمہارے خیال میں بڑی ہو، تو اب کہیں گے ہمیں کون پھر پیدا کرے گا تم فرماؤ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا تو اب تمہاری

طرف مسخرگی سے سر ہلا کر کہیں گے یہ کب ہے تم فرماؤ شاید نزدیک ہی ہو۔(اسراء۴۹ تا۵۱)

سورۂ مریم میں ہے کہ ابی بن خلف بوسیدہ ہڈی کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لیکر کہنے لگا کہ کیا ہم اس طرح ہوجانے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟ تو جواب میں قرآن کریم کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

وَيَقُولُ الْإِنسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا، أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا: اور انسان کہتا ہے کہ جب میں مرجاؤں گا تو کیا عنقریب میں دوبارہ زندہ کر کے نکالا جاؤں گا؟ (تو رب تعالیٰ فرماتا ہے) کیا انسان یادنہیں کرتا کہ ہم نے اس کو پہلے پیدا کیا جبکہ وہ کچھ بھی نہیں تھا! تو قسم ہے تمھارے رب کی کہ ہم ضرور ان کو شیطان کے ساتھ جمع کر کے اٹھائیں گے پھر ضرور ان کو جہنم کے کنارے گھٹنوں کے بل حاضر کریں گے **(مریم۔٦٦ تا٦٨)**

ان ارشادات سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں رب قدیر نے بعث بعد الموت کے عقیدے کو مکمل شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمادیا ہے اور منکرین کے انکار کا مسکت جواب دیکر ان کے تعجب و انکار کا زبردست علاج بھی فرمادیا ہے۔ نیز عقل و خرد کے ترازو لیکر چلنے والوں کو اس بات کی صاف دعوت دے رکھی ہے کہ وہ میزان

عقل پر اس صداقت کو تول کر دیکھ لے بلکہ زمین وآسمان اور خود اپنی تخلیق پر ہی پلٹ کر غور وفکر سے کام لے تو انھیں نہ اس سے انکار کی کوئی صورت نظر آئے گی اور نہ وہ اس سے بھاگ سکیں گے۔ لیکن یہ ایک نا قابل انکار سچائی ہے کہ شک وارتیاب انسانی اذہان وقلوب کی ایک دائمی غذا ہے جس کا استعمال انسان کو مثبت اور منفی نتیجے تک پہنچاتا ہے مگر جب دلائل وبراہین کے ساتھ یقین کی روشنی میسر آجاتی ہے تو پھر شک وشبہ کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے اور ذہن وفکر سکون واطمنان کی لذت سے مالامال ہو کر سچائی کو قبول کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔

چونکہ مشکوک ومشتبہ چیزیں نا قابل اعتبار ہوتی ہیں اور صالح افکار واذہان کے حاملین کسی بھی صورت میں انہیں قبول نہیں کر سکتے بالخصوص معاملہ جب مذہبی عقائد ونظریات کا ہوتا ہے تو لوگ ہر اس بات کو سننا ناپسند کرتے ہیں جو ان کے مذہبی مزاج کے خلاف ہوتی ہے بلکہ ایسے موقع پر درست باتوں کو بھی نادرست قرار دے کر رد کر دیا جاتا ہے بالخصوص اس وقت جب منکر معاند بھی ہو تو وہ کسی حال میں بھی سچائی قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوسکتا اور کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو سچائی کو ٹالنے کا حیلہ وبہانہ تلاش کرتے پھرتے ہیں اور اس میں شک وشبہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں اس لئے قرآن مجید کو جب ہر قسم کے منکروں کا سامنا کرنا تھا تو اپنے ہر دعویٰ کی دلیل اس کے دامن میں پوری قوت وطاقت کے ساتھ موجود ہونا بھی لازمی تھا چنانچہ عقیدۂ بعث بعد الموت پر بھی اس کا اپنا ایک مضبوط موقف ہے جو بے مثل

حقیقت کا آئینہ ہے جسے نہ رد کیا جا سکتا ہے اور نہ توڑا جا سکتا ہے بلکہ اس پر قرآن مجید نے ایسے ان گنت ٹھوس دلائل فراہم کر دیئے ہیں جو ایک طرف منکریں کا ناطقہ بند کر دیتے اور دوسری جانب صالح ذہن وفکر رکھنے والوں کو کما حقہ مطمئن بھی کر دیتے ہیں۔

ایک امر مسلّم یہ بھی ہے کہ دعوت قرآنی کے محاسن جمیلہ کا احاطہ ممکن نہیں اور نہ اس کے اسلوب بیان و انداز گفتگو کا کوئی جواب ہے کیونکہ وہ جب کسی عنوان پر کلام کرتا ہے تو اس کے ہشت پہلو خطاب کا طرز مخاطب کے لئے مطلقا کوئی ایسی گنجائش نہیں چھوڑتا جہاں سے وہ نکل سکے چنانچہ اس تناظر میں دیکھئے تو اس کی دو باتیں ایسی ہیں جو آج تک مخالفین کو حیرت میں ڈالی ہوئی ہیں ایک قرآن مجید بے مثل وغیر متبدل کتاب ہے اور دوسری جو عقل وشعور سے کام لے وہ اس کے ابدی پیغام وحقانیت سے راہ فرار اختیار نہیں کر سکتا۔

قرآن کا چیلنج اور منکروں کی ہزیمت

اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر سید العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید نے جہاں ضروریات دین وایمان کی تفصیلات بتا کر -:اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ الْاِسْلَامُ : کا دعویٰ بدلائل ثابت کر دیا وہیں دوٹوک الفاظ میں یہ بھی صاف فرما دیا کہ یہ کتاب مبارک اپنے تمام تر تعارف وتفصیل اور محاسن وخوبیوں کے جامع ہونے کے ساتھ ساتھ ناقابل تنسیخ وتردید بھی ہے۔ کما قال

تعالیٰ: ذَالِكَ الْكِتَابُ لاَرَيْبَ فِيْهِ : وہ عظیم الشان کتاب جس میں شک کی گنجائش ہی نہیں ہے۔قرآن کریم کا یہ دعویٰ چونکہ مضبوط دلائل و براہین سے مزین ہے اس لئے اہل ایمان کو بلا کسی چوں و چرا کے تسلیم ہے بلکہ وہ کمال احترام وخوشدلی سے اسے قبول کرتے ہیں اوراس کی اس بے مثال شان وعظمت پر فخر بھی کرتے ہیں البتہ منکرین اسلام کو یہ ماننے میں زبردست تر دد لاحق ہےاوروہ کسی بھی حال میں یہ قبول کرنے کو تیارنہیں کہ یہ کتاب رب لم یزل کی جانب سے اتاری ہوئی ہے، اسی لئے جب انہیں قرآن مجید کے شگفتہ اورنجات دہندہ پیغامات کی طرف دعوت دی گئی تو انھوں نے نہ صرف قرآن مجید کو ماننے سے انکار کردیا بلکہ اس کے خلاف نہایت ہی غیر مہذب لب ولہجہ استعمال کرتے ہوئے اسے گزشتہ زمانے کی کہانیاں قرار دیکر رد کرنے کی کوشش بھی کی ۔کما قال اللہ تعالیٰ۔

: وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوٓا اَسَاطِيرُ الْاَوَّلِينَ: اور جب ان سے کہا جاتا کہ تمھارے رب نے کیا نازل کیا ہے؟ تو کہتے ہیں کہ پہلے لوگوں کی من گھڑت کہانیاں ہیں (النحل۔ ۲۴)

اس پر اللہ رب العزت نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ائے حبیب ان منکروں سے کہئے کہ اگر یہ اگلوں کی کہانیاں ہیں یا اس کے کلام الٰہی ہونے میں تمھیں شک ہے یا یہ کسی بندے کا گڑھا ہوا کلام ہےاورتم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہوتواس کے مثل کچھ آیتیں بنا کرلے آؤاوراس کام کے لئے تمھیں اللہ کے علاوہ جتنے مددگار مل سکتے ہیں

سب کو جمع کرلو! جیسا کہ فرمایا۔

:اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَیٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ: کیا وہ لوگ کہتے ہیں کہ انھوں نے اس کو خود گڑھ لیا ہے، (اے محبوب) آپ فرما دیجئے کہ تم اس کے مثل دس سورتیں بنا کر لاؤ اور تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس کو بلا سکتے ہو بلا لو اگر تم (اپنے دعویٰ میں) سچے ہو۔ (ھود۔ ۱۲)

منکرین کی عاجزی اور بیچارگی کو مزید عیاں کرتے ہوئے رب تعالیٰ نے دوسری جگہ ان کو اس سے بھی زیادہ چھوٹ دیتے ہوئے فرمایا کہ اچھا چلو اگر دس سورتیں نہ لا سکو تو اسکے مثل ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ! اور اس میں بھی اللہ کے سوا اپنے تمام حمایتی و طاقت وقوت والے اور اسباب و وسائل کو جمع کرلو! چنانچہ ارشاد ہوا۔

:وَاِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا شُهَدَآءَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ :اور اگر تمھیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے اس خاص بندے پر اتارا ہے تو اس کی طرح ایک سورت تو لے آؤ! اور اللہ کے سوا اپنے سب مددگاروں کو بلا لو اگر تم (اپنے اس دعویٰ میں کہ یہ قرآن اللہ کا کلام نہیں ہے) سچے ہو (البقرہ۔ ۲۳)

لیکن اپنی منتہائے فصاحت و بلاغت اور کمال سخندانی کا دعویٰ رکھنے والے جب بسیار کوششوں کے باوجود بھی ایک سورت تو کجا ایک آیت بھی بنا کر نہ لا سکے اور عاجز

وساکت ہوکر بیٹھ گئے تو رب عزوجل نے انھیں جتادیا کہ اے منکرو! تم جتنی بھی کوششیں کرلو ہرگز اس کی نظیر نہیں لاسکتے لہٰذا اب تمھارے لئے دو ہی راستے ہیں یا تو اللہ کے عذاب سے بچنے کے لئے اس کلام کی حقانیت کو قبول کرلو یا پھر جہنم میں جلنے کے لئے خود کو تیار رکھو! کما قال عزوجل۔

:فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوۡا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُھَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَۃُ اُعِدَّتۡ لِلۡکَافِرِیۡنَ: اور اگر تم اس کے مثل نہ لاسکے اور بہر حال تم اس کے مثل کبھی لا بھی نہیں سکتے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جو منکروں کے لئے ہی تیار رکھی ہے۔(البقرہ۔ ۲۴)

غور کیجئے کہ نزول قرآن کے آج صدیاں گزر گئیں، اس درمیان بے شمار ذہین وفطین اور ذی استعداد لوگ پیدا ہوئے، زبان وادب کی دنیا میں ان گنت مثالی سخنداں اور اپنے کلام وقلم سے اہل فہم پر سکتہ طاری کردینے والے لاتعداد فصحاء وبلغاء منصہ شہود پر جلوہ بار ہوئے، عقل وخرد کی گتھیاں سلجھانے والے ہزارہا منطقی وفلسفی آئے، اپنے علم وہنر کے کمال سے زمانے کی آنکھوں کو خیرہ کردینے والے عظیم سائنس داں بھی ہوئے اور خطۂ ارض پر حکومت کرنے والے انتہائی شاہانہ کرّوفر کے مالک حکمراں بھی آئے اور چلے گئے لیکن قرآن مجید کے اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت وہمت کسی کو نہ ہوئی، نہ کوئی اس میں کچھ اضافہ کرسکا اور نہ کچھ اس سے گھٹا سکا نہ اس کے مثل کچھ لاسکا بلکہ اس کے مقابلے میں سب کے سب عاجز وبے بس نظر آئے۔ اور

اس طرح قرآن مجید کا یہ دعویٰ حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوتا چلا گیا کہ۔

:قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا: اے حبیب آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمام جن وانسان اس بات پر جمع ہو جائیں کہ اس قرآن کے مثل لائیں گے تو وہ ہرگز نہیں لاسکیں گے اگر چہ وہ ایک دوسرے کا مددگار بن جائیں **(الاسراء۔۸۸)**

انسان کا کلام کہہ کر قرآن کی حقانیت پر انگشت نمائی کرنے والوں کو اور اس میں کسی بھی اعتبار سے شک وشبہ کے راہ دینے والوں کی فکر وتدبر کو جھنجھوڑتے ہوئے اللہ رب العزت نے بڑے ہی ناصحانہ انداز میں یہ بھی کہا۔

:أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ ، وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا اخْتِلَافًا كَثِيرًا: کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے قرآن میں کہ اگر یہ اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ لوگ یقینا اس میں بہت سے اختلافات پاتے (النساء۔ ۸۲)

مطلب یہ ہے کہ انسانی کلام میں عموما تعارض واختلاف اور تناقض وٹکراؤ ہوتا ہے، بڑے بڑے ادباء وانشاء پردازوں کی چندسطری گفتگو میں زبردست خامیاں نکل آتی ہیں، کہیں زبان وبیان میں تلخی تو کہیں سلاست وروانی میں بے ضابطگی، کسی جگہ خشک مضامین کے انبار تو کہیں دشوار ترین الفاظ کی بھر مار، کہیں لفظی خطائیں تو کہیں معنوی غلطیاں وغیرہ وغیرہ جبکہ قرآن اول سے آخر تک ہر طرح کے عیوب ونقائص سے پاک ہے جو یقینا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ کسی مخلوق کا ترتیب دیا ہوا ہرگز نہیں

بلکہ اللہ رب العلمین کا کلام ہے لہٰذا اس کی ہر بات حق ہے اور اس کو مان لینا چاہئے کیونکہ یہ ایک فطری ضابطہ ہے کہ اگر آپ مدمقابل کو کسی بھی میدان میں شکست وہزیمت نہ دے سکیں تو آپ پر اس کی اطاعت لازمی ہو جاتی ہے۔ اور یہ راز اہل عقل ودانش پر سب سے زیادہ عیاں ہے تو قرآن نے بھی اپنے فکری دستر خوان پر سب سے پہلے انھیں لوگوں کو مدعو کیا۔

عقل انسانی ایک عظیم نعمت ہے

قادر مطلق نے بنی نوع انسان کو صرف شکل وصورت ہی کے اعتبار سے دیگر حیوانات سے ممتاز نہیں فرمایا بلکہ اس کی سرشت میں عقل وشعور کا ایک انمول جوہر بھی روشن فرمایا جس کی وجہ سے اسے دوسری مخلوقات پر باطنی فوقیت وحکومت بھی حاصل ہے لہٰذا اس سچائی کو قبول کرنے میں مطلق پس وپیش نہ ہونا چاہئے کہ یہ کارخانۂ قدرت کا ایک عظیم شاہکار ہے جس کی نظیر ومثیل ناممکن ہے۔ اور اگر طبقۂ انسانی کو اس بے بہا نعمت سے محروم کر دیا جائے تو یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا شمار کس صف میں ہوگا ۔ چنانچہ انسان کے لئے قدرت کا یہ ایک ایسا بیش بہا تحفہ ہے جس کا بدل انسانی دنیا میں ممکن نہیں، اسی کی بدولت انسان اپنے معاشرتی ارتقا اور تمدنی عروج وبلندی پر فائز ہے، اور حکمرانی وجہاں بانی، سیادت وقیادت، ایجادات واختراعات یہ سب کچھ اسی خدائی نعمت کے رہین منت ہیں یعنی یہ اللہ کریم کا ایک خصوصی فضل ہے جو اس نے تخلیقی

طور پر انسان کے لئے ارزاں فرما دیا ہے۔

ہاں عقل وشعور اور فکر تدبر کے معاملے میں انسان آپس میں ایک دوسرے سے متفاوت ہے لیکن محروم نہیں ہے بلکہ کوئی فطری طور پر ہی ذہین وفطین ہوتا ہے اور کوئی بتدریج اس کی حدت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے اور لاریب وہ شخص بڑا نصیب والا ہے جس کو اللہ رب العزت نے وافر عقل شعور اور عالی فہم وفراست کی دولت سے نوازا ہے جیسا کہ عقلمند آدمی کی تحسین خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

: انه دخل علی عائشة رضی الله عنها فقال یا ام المؤمنین أرأیت الرجل یقل قیامه ویکثر رقاده، وآخر یکثر قیامهٔ ویقل رقادهٔ ایهما احب الیك ؟ قالت سألت رسول الله ﷺ کما سألتنی فقال احسنهما عقلا ، قلت یا رسول الله ﷺ! اسئلك عن عبادتهم ؟ فقال یا عائشة انما یسئلان عن عقولهما فمن کانا اعقل کان افضل فی الدنیا والآخرة: یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اے ام المؤمنین یہ بتائیں کہ ایک شخص قیام کم کرتا ہے اور زیادہ سوتا ہے اور دوسرا شخص قیام زیادہ کرتا ہے اور کم سوتا ہے۔ آپ کے نزدیک دونوں میں سے پسندیدہ کون ہے؟ تو ام المؤمنین نے جواب دیا کہ یہی سوال میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا

تھا تو آپ نے جواب دیا کہ دونوں میں پسندیدہ وہ شخص ہے جو زیادہ عقلمند ہو میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرا سوال ان کی عبادت کے بارے میں ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! ان دونوں سے عقل کے بارے میں سوال ہوگا پس جو زیادہ عقل مند ہے وہ دنیا وآخرت میں فضیلت والا ہے۔(کتاب الاذکیا لابن الجوزی۔ص ۳۲)

عقل والوں کو دعوت قرآنی

یہ بات بھی تسلیم شدہ ہے کہ اصحاب عقل ورائے جس بات کو قبول کرتے ہیں اسے دوسرے درجہ کے لوگ بلا کیت ولعل کے مان لیتے ہیں اس لئے گویا یہ ایک اصول ٹھہرا کہ بات جب کی جائے تو اصحاب عقل وخرد ہی سے کی جائے اور فطرت سلیمہ کا بھی یہی تقاضا ہے تا کہ کم از کم بات کا سننا قبول کیا جائے کیونکہ قبولیت علم کی قوت ہی کو عقل کہتے ہیں (المفردات)اور جب کوئی صلاح وفلاح اور نجات وکامیابی کی بات سے بھی اعراض کر جائے تو یقینا ایسا فرد مدہوش و بے خبر ہے اب اس سے کلام کرنا بلا فائدہ ،مہمل اور :وضع شئ فی غیر محلہٖ :کا مترادف قرار پائے گا۔لہٰذا عقلمند ہی اس لائق ہے کہ روئے سخن اس کی جانب کیا جائے کیونکہ وہ معقول بات کو سنے گا بھی اور اس میں غور فکر کر کے کسی نتیجے تک پہنچنے کی کوشش بھی کرے گا۔حالانکہ اللہ رب العزت اس بات پر قادر ہے کہ وہ جس دل میں چاہے ہدایت کا گلاب کھلا دے،جس دماغ میں چاہے

اپنی معرفت کی روشنی اتار دے لیکن اس نے انسان کو ایک خاص فطرت پر پیدا فرمایا۔

: فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡهَا : یعنی اللہ تعالیٰ کی ڈالی ہوئی فطرت، جس فطرت پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ **(الروم، آیۃ۔ ۳۰)**

چنانچہ جہاں اس نے حیوانات کو اس فطرت پر پیدا فرمایا کہ وہ اپنی نشو ونما اور عروج وارتقا کے لئے مختلف ضروریات سے گھرے ہوئے ہیں اور نسل انسانی کو مزید ایک فطری نعمت قوت مدرکہ عطا کر کے کلید امامت اس کے ہاتھ میں تھما دی اور اسے تدریجی عمل کا خوگر بنایا تا کہ کسی بھی امر کا ردوقبول وہ اپنے اختیار کے مطابق کر سکے، اور انسانی دنیا میں مسلسل تجربہ اور ممارست سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ عقل وشعور کے خلاف اٹھایا جانے والا قدم نقصان دہ ہوتا ہے اور غور فکر کے ساتھ کیا جانے والا عمل فائدہ منداور مثبت نتیجہ لاتا ہے اسی لئے آدمی ہر کام میں غور فکر کا عادی ہے اور اس کے بعد آنے والے نتیجہ پر راضی بھی ہے۔

یہ بڑے کرم کی بات ہے کہ خالق فطرت اللہ رب العزت نے اپنے کلام بلاغت نظام میں جگہ جگہ انھیں صاحبان عقل وخرد کو مخاطب کیا اور نظام کائنات میں ان کو غور وفکر کی دعوت دی تا کہ وہ اپنی عقل کی روشنی میں کائنات عالم کی تخلیق اور اس میں ہونے والے تغیر وتبدل کو بروئے فکر لا کر اس صداقت تک رسائی حاصل کر سکے کہ اس کائنات کا وجود محض ایک اتفاقی امر نہیں ہے بلکہ ذات واجب الوجود ہی کی وہ ہستی ہے جس کے دست قدرت میں اس کی پیدائش اور نظام گردش کی باگ ڈور ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

:اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ: بے شک آسمان وزمین کی پیدائش، اوررات ودن کا بدل کرآنا اور کشتی جوسمندر میں لوگوں کے فائدے کے لئے چلتی ہے، اوروہ اللہ جس نے آسمان سے پانی اتارکرمردہ زمین کوزندہ فرمایااوراس میں ہرقسم کے جانوروں کو پھیلادیااورہواؤں کی گردش اور بادل جوزمین وآسمان کے درمیان اس کے حکم کے تابع ہےان سب میں یقیناعقل سے کام لینے والوں کے لئےنشانیاں موجودہیں۔(البقرہ۔۱۶۴)

سورۂ جاثیہ میں ہے :وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ: رات اوردن کےاختلاف، اورجواللہ نےآسمان سے پانی اتارا پھراس سے مردہ زمین کوزندہ کیااورہواؤں کی گردش ان میں نشانیاں ہیں عقل مندوں کے لئے۔(الجاثیۃ۔۵)

یوں ہی اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں ان لوگوں کوسناتاہے جواپنی عقل کوبروئےکارلاتے ہوئے انھیں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کما قال تعالیٰ۔

: كَذَالِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ : ایسے ہی اللہ تعالیٰ تمھارے لئے اپنی آیتیں بیان فرماتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو(البقرہ۔۲۴۲)

سورۂ حدید میں ہے:اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ: جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ زمین کو زندہ فرماتا ہےاس کی موت کے بعد،تحقیق کہ ہم نے نشانیاں بیان کردیں تاکہ تم عقل سے کام لو۔(الحدید۔۱۷)

سورۂ آل عمران میں ہے:قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ: تحقیق کہ ہم نے تمھارے لئے نشانیاں ظاہر کردیں اگر تم عقل سے کام لو۔(آل عمران۔۱۱۸)

سورۂ روم کی آیت ہے:وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ:اوراس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمھیں خوف وامید دلانے کے لئے بجلی دکھلاتا ہےاورآسمان سے پانی نازل کرتا ہے پھراس کے ذریعے زمین کواس کے مرنے بعدزندہ کرتا ہے بے شک اس میں اس قوم کے لئے ضرورنشانیاں ہیں جوعقل رکھتی ہے۔(الروم۔۲۴)

اسی طرح قرآن مجید میں درجنوں مقامات پرعقل سے کام لینے کی بات کہی گئی ہے اورصاحبان عقل وشعور کوکہیں اولوالالباب کہیں اولوالنہی کہیں اولوالابصاروغیرہ جیسے

الفاظ سے خطاب کر کے ان کو دعوت فکر دی گئی ہے جس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام کا کوئی بھی عقیدہ ایسا نہیں ہے جس کو غیر معقول کہہ کر ٹال دیا جائے یا محض عقیدت پر مبنی قرار دے کر اس کو درخور اعتنا نہ سمجھا جائے بلکہ اسلام کی ہر بات ایسی صداقت پر مبنی ہے کہ عقل وخرد کی گتھیا سلجھانے والوں کے لئے بھی اس سے فرار ممکن نہیں۔ یاد رہے کہ قبولیت علم کی قوت وصلاحیت کو اگر عقل کہا جاتا ہے تو امور غیر معلومہ تک پہنچنے کے لئے معلوم شدہ امور کے ترتیب دینے کو فکر کہتے ہیں جیسا کہ فکر کی تعریف کی گئی ہے۔

:ترتیب امور معلومة للتأدي الى المجهول: یعنی فکر نام ہے امور معلومات کو اس طرح ترتیب دینا کہ مجہولات تک پہنچا دے (معجم التعریفات)

اور قرآن کریم اپنے مخاطبین کو فکر وتدبر سے کام لینے کی بار بار تاکید کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

:وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ: اور ہم نے آپ پر ذکر نازل کیا اس لئے کہ آپ لوگوں کے لئے وہ تمام باتیں بیان کر دیں جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی تاکہ وہ غور وفکر کریں (النحل۔۴۴)

سورۂ بقر کی آیت ہے: كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ: ایسے ہی اللہ تمھارے لئے اپنی نشانیاں بیان فرماتا ہے تاکہ تم فکر سے کام لو۔ (البقرہ۔۲۱۹)

سورۂ یونس کی آیت ہے: اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ

السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ، حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ قٰدِرُوْنَ عَلَیْهَاۤ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ: بے شک دنیا کی زندگی کی مثال اس پانی کی طرح ہے جس کو ہم نے آسمان سے نازل کیا تو اس کے ساتھ زمین سے اگنے والی تمام چیزیں گھنی ہو کر نکل آئیں جن میں سے انسان اور مویشی کھاتے ہیں یہاں تک کہ جب زمین نے اپنا سنگار حاصل کر لیا اور خوب آراستہ ہو گئی اور اس کے مالکوں نے یہ خیال کر لیا کہ وہ اس پر قادر ہو گئے تو اس پر رات یا دن میں ہمارا حکم آ پہنچا اور اس نے ایسی کٹی ہوئی بنا دیا کہ گویا کل کچھ بھی نہیں تھا اسی طرح ہم اپنی آیتیں ان لوگوں کے تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔ **(یونس۔ ۲۴)**

سورۂ رعد میں ہے: وَهُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ وَ اَنْهٰرًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ فِیْهَا زَوْجَیْنِ اثْنَیْنِ یُغْشِی الَّیْلَ النَّهَارَ ، اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ: اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں پہاڑ اور دریا بنائے اور اسی نے ہر قسم کے پھلوں کے دو دو جوڑے بنائے، وہی رات سے دن کو چھپاتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے ضرور نشانیاں ہیں جو غور و فکر کرتے ہیں۔ **(الرعد۔ ۳)**

سورۂ روم میں ہے: وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا

لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مُّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ: اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمھارے تمھاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے تسکین حاصل کرو اور اس نے تمھارے درمیان محبت ورحمت قائم کر دی، بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں غور وفکر کرنے والوں کے لئے **(الروم۔۲۱)**

اس طرح کی بیسوں آیات ایسی ہیں جن میں بنی نوع انسان کو قدرت کی صناعات وتخلیقات اور اللہ تعالیٰ کے احکام وہدایات میں فکر وتدبر کی دعوت دی گئی ہے۔ گویا قرآن یہ کہتا ہے کہ اے عقل والو تم ہماری باتوں کو سن کر خوب غور فکر کرو پھر اس کے بعد تم دیکھو گے کہ تمھارے سامنے یہی نتیجہ ظاہر ہوگا کہ اللہ جل مجدہٗ کی بات بالکل حق ہے اور اس کی قبولیت سے گریز خلاف حق وخلاف فکر وعقل ہے۔

پھر جب کسی چیز کی صحت وسقامت جانچنے کا آلہ عقل وخرد ٹھہری اور تسلیم وتردید کا معیار صالح فکر وخیال کو قرار دیا گیا نیز انسان اسی عقل کی روشنی میں اپنے تمام تر فیصلے لینے کا عادی بھی واقع ہوا تو رب قدیر جل شانہٗ نے اپنی لازوال قوت اور بے مثال قدرت کے چند نمونے اس کے سامنے رکھے اور یہ بھی بتا دیا کہ ہم اس کائنات پر ایسے ایسے حالات پیش کرنے والے ہیں۔ ممکن ہے تم پہلی نظر میں ان کے وقوع کو بعید از عقل قرار دیدو لیکن جب تم خوب غور وفکر اور فہم وفراست سے کام لوگے تو تم پر عیاں ہو جائے گا کہ رب کی بات بالکل سچ ہے۔ چنانچہ رب کے وہ بندے جو اس کی

نشانیوں میں غور وفکر کر کے اصل نتیجے تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں وہ کھلے دل سے اس حقیقت کا اعتراف بھی کرتے ہیں کما قال تعالیٰ۔

: اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ : جولوگ کھڑے بیٹھے لیٹے اور کروٹ کے بل اللہ کو یاد کرتے ہیں اور زمین وآسمان کی پیدائش میں غور کرتے ہیں (وہ بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں کہ) اے ہمارے رب تو نے ان چیزوں کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا پس ہم کو عذاب نار سے بچا۔ (آل عمران۔۱۹۱)

اور ایسوں ہی کو اللہ عزوجل بلند فکر، عقلمند اور ہدایت یافتہ ہونے کا تمغہ بھی عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد گرامی ہے۔

: اَلَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ : جولوگ بغور بات کو سنتے ہیں پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں تو وہی لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت عطا کی اور وہ عقل مند لوگ ہیں۔ (الزمر۔۱۸)

جب قرآن نے اپنے مخاطبین پر نہایت ہی مستحکم اور مضبوط دلائل سے اپنی اس سچائی کو ثابت کر دیا کہ اس کی ہر بات حق اور اس کا ہر دعویٰ مدلل ومبرہن ہے، کائنات عالم میں کسی کو بھی یہ قوت واستعداد میسر نہیں کہ وہ اس کے کسی بات کو غلط یا سچائی سے بعید

ثابت کر دیکھائے تو اب کسی کے لئے گنجائش بھی باقی نہیں رہتی کہ اس کا پیغام قبول نہ کرے بلکہ اس کی حقانیت کے آگے ہار ماننے والوں پر لازم ہے کہ اسے صمیم قلب سے تسلیم کرلے اور ہر قسم کے مکر وفریب اور جھوٹ و باطل سے نجات حاصل کر کے ہدایت کی روشنی میں آجائے کہ :وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ :اور اللہ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے **(یونس۔۲۵)**

بہر حال ماننا ہی پڑے گا کہ اسلام ہی وہ واحد دین ہے جو دنیا و آخرت میں بنی نوع انسانی کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے آیا ہے اور وہ کسی طرح کی ملاوٹ و جعل سازی کو اپنے قریب بھٹکنے بھی نہیں دیتا لیکن اس کے دامن میں جگہ پانے کے لئے اس کے نافذ کردہ اصول وعقائد کو تسلیم کرنا لازمی ہے یعنی اسلام اپنی شرطوں ولوازمات کے ساتھ ہی کسی کا اسلام لانا قبول کرتا ہے اور وہ جن اصول وعقائد کی بنیاد پر کسی کے لئے قبولیت کا دروازہ کھولتا ہے ان میں ایک اہم بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ انسان مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور معاد وحشر کی منازل سے اسے گزرنا ہوگا، اسے دنیا میں کئے گئے اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا اور رب ذوالجلال کا فیصلہ ہی اس کے حق میں آخری فیصلہ ہوگا۔

عقیدۂ بعث بعد الموت اور قرآنی ارشادات

اللہ رب العالمین کی عادت کریمہ اس نہج پر جاری ہے کہ وہ منکروں کو ان کے انکار پر صرف سزا وعذاب کی تہدید و وعید کر کے نہیں چھوڑتا بلکہ ان کو مسلسل غور وفکر کی دعوت

دیتا رہتا ہے تا کہ اس کی حجت تمام ہوجائے اور بروز حشر بندے کے پاس کوئی عذر نہ رہے۔ چنانچہ عقیدۂ بعث ونشر کو بھی اس نے بندوں کو مختلف طرز وتمثیل اور معقولی انداز میں سمجھایا اور چوں کہ انسانی عقل وشعور ایک دوسرے سے متفاوت ہے، کوئی پہلی ہی نظر میں بات کی گہرائی وگیرائی تک پہنچ جاتا ہے اور کسی کو تہ تک پہنچنے میں قدرے وقت لگ جاتا ہے اس لئے رب کریم نے ہر ایک فکر وفہم کی رعایت فرماتے ہوئے بڑے حسین اور دلنشین پیرائے میں کبھی امثال ونظائر پیش کر کے انھیں غور وفکر کی دعوت دی تو کبھی اپنے مقبول بندوں کی زندگی میں باضابطہ اس کی عینی ومشاہداتی صورت پیش کر کے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا تا کہ ہر معیار کا آدمی اسے ماننے پر مجبور ہوجائے، اسلام کے اس بنیادی عقیدے کو قرآن مجید نے مختلف انداز میں اپنے اندر بار بار دوہرایا جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ہے۔

: كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَ كُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَا كُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِكُمْ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ: بھلا تم کیوں کر خدا کے منکر ہو گے حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں جِلایا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جِلائے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے (البقرہ۔۲۸)

سورۂ طٰہٰ میں ہے: مِنْهَا خَلَقْنَا كُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُ كُمْ وَمِنْهَا نُخْرِ جُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى : ہم نے زمین ہی سے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے اور اسی سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے۔ (طٰہٰ۔۵۵)

سورۂ جاثیہ کی آیت ہے: قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ: تم فرماؤ اللہ تمہیں جلاتا ہے پھر تم کو مارے گا پھر تم سب کو اکٹھا کرے گا قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں لیکن بہت آدمی نہیں جانتے (الجاثیہ۔۲۶)

سورۂ حج میں ہے: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّهٗ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَّاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ: اس لیے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور یہ کہ وہ مُردے جلائے (زندہ کرے) گا اور یہ کہ وہ سب کچھ کرسکتا ہے اور اس لیے کہ قیامت آنے والی اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اُٹھائے گا اُنہیں جو قبروں میں ہیں (الحج۔٦)

درج بالا آیات سے ایک بات یہ بھی سامنے آتی ہے کہ زیر بحث زاویۂ نگاہ سے قرآن کریم کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات پوری عیاں ہوجاتی ہے کہ قادر مطلق جل مجدہٗ نے عقیدۂ بعث بعد الموت کے اندر شک وشبہ رکھنے والوں کو پہلے تخلیق کائنات اور نظام عالم میں غور وخوض کا درس دیا ہے کیوں کہ سلیم الفکر انسان اگر اشیائے کائنات کی پیدائش میں غور کرے گا تو اس نتیجے تک بآسانی پہنچ جائے گا کہ جس نے پہلی مرتبہ اشیاء کو زیور تخلیق سے آراستہ فرمایا ہے بار دیگر بھی اس کے لئے یہ فعل مطلقا کوئی مشکل نہیں ہوسکتا بلکہ وہ اس پر بھی قادر ہے۔ اس عنوان پر قرآن کے مضامین کثیر ہیں یہاں سب کا احاطہ مقصود نہیں بس دو چند شواہد قرآنی ملاحظہ کریں۔ سورۂ احقاف میں ہے۔

:اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَمْ يَعْىَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْىِۦَ الْمَوْتٰى بَلٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ: کیا انہوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین بنائے اور ان کے بنانے میں نہ تھکا قادر ہے کہ مُردے جلائے (زندہ کرے) کیوں نہیں بے شک وہ سب کچھ کرسکتا ہے (الحقاف۔ ۳۳)

سورۂ یاسین میں ارشاد ہوا ہے:اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ،وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِىَ خَلْقَهٗ، قَالَ مَنْ يُّحْىِ الْعِظَامَ وَهِىَ رَمِيْمٌ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِىْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ، وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ اَلَّذِىْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ، اَوَلَيْسَ الَّذِىْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ،بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ،اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ فَسُبْحٰنَ الَّذِىْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَىْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ: اور کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے پانی کی بوند سے بنایا جبھی وہ صریح جھگڑالو ہے، اور ہمارے لیے کہاوت کہتا ہے اور اپنی پیدائش بھول گیا بولا ایسا کون ہے کہ ہڈیوں کو زندہ کرے جب وہ بالکل گل گئیں، تم فرماؤ انھیں وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے، جس نے تمہارے لیے ہرے پیڑ میں سے آگ پیدا کی جبھی تم اس سے سلگاتے ہو، اور کیا وہ

جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے اور نہیں بنا سکتا کیوں نہیں اور وہی ہے بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا، اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہے تو اسے فرمائے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے، تو پاکی ہے اسے جس کے ہاتھ ہر چیز کا قبضہ ہے اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے (یاسین۔۷۷ تا ۸۳)

سورۂ حٰم سجدہ میں وارد ہوا ہے: وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰىؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ: اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تو زمین کو دیکھے بے قدر پڑی پھر ہم نے جب اس پر پانی اُتارا تر و تازہ ہوئی اور بڑھ چلی بے شک جس نے اُسے جلا یا ضرور مُردے جلائے (زندہ کرے) گا بے شک وہ سب کچھ کرسکتا ہے۔ **(فصلت۔۳۹)**

سورۂ حج میں ہے: اَیُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَیْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَیِّنَ لَكُمْؕ وَ نُقِرُّ فِی الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَیْلَا یَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَیْــٴًـاؕ وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۭ بَهِیْجٍ، ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّهٗ یُحْیِ الْمَوْتٰى وَ

اَنَّہٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ، وَّ اَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیۡبَ فِیۡہَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ : اے لوگو! اگر تمہیں قیامت کے دن جینے میں کچھ شک ہوتو یہ غور کرو کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر پانی کی بوند سے پھر خون کی پھٹک سے پھر گوشت کی بوٹی سے نقشہ بنی اور بے بنی، تا کہ ہم تمہارے لیے اپنی نشانیاں ظاہر فرمائیں اور ہم ٹھہرائے رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جسے چاہیں ایک مقرر میعاد تک پھر تمہیں نکالتے ہیں بچہ پھر اس لیے کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو اور تم میں کوئی پہلے ہی مر جاتا ہے اور کوئی سب میں نکمی عمر تک ڈالا جاتا ہے کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے اور تو زمین کو دیکھے مرجھائی ہوئی پھر جب ہم نے اس پر پانی اُتارا تر و تازہ ہوئی اور ابھر آئی اور ہر رونق دار جوڑا اُگا لائی، یہ اس لیے ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور یہ کہ وہ مُردے جلائے (زندہ کرے) گا اور یہ کہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے، اور اس لیے کہ قیامت آنے والی اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اُٹھائے گا اُنہیں جو قبروں میں ہیں (الحج۔ ۵ تا ۷)

سورۂ قیامہ میں ہے: اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَنۡ یُّتۡرَکَ سُدًی ، اَلَمۡ یَکُ نُطۡفَۃً مِّنۡ مَّنِیٍّ یُّمۡنٰی ثُمَّ کَانَ عَلَقَۃً فَخَلَقَ فَسَوّٰی ، فَجَعَلَ مِنۡہُ الزَّوۡجَیۡنِ الذَّکَرَ وَ الۡاُنۡثٰی اَلَیۡسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی : کیا آدمی اس گھمنڈ میں ہے کہ آزاد چھوڑ دیا جائے گا، کیا وہ ایک بوند نہ تھا اس منی کا کہ گرائی جائے، پھر خون کی پھٹک ہوا تو اس نے پیدا فرمایا پھر ٹھیک بنایا، تو

اس سے دو جوڑے بنائے مرد اور عورت، کیا جس نے یہ کچھ کیا وہ مُردے نہ
جِلا سکے گا۔(القیامہ۔۳۶ تا ۴۰)

مندرجہ بالا آیات کریمہ میں اس بات کا واضح بیان موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ موت کے بعد دوبارہ پھر جلائے گا اور اس میں شک وشبہ رکھنے والوں کے لئے غور وفکر کی دعوت بھی ہے کہ ذرا عقل شعور کا دامن تھام کر سوچو کہ جو ذات پہلی بار مخلوقات کو پردۂ عدم سے عالم وجود میں لاسکتی ہے، بلا کسی مادہ مٹریل اور نمونہ کے بے جان اشیاء کو بہترین شکل وصورت اور عمدہ قد وقامت کے ساتھ پیدا فرما سکتی ہے کیا وہ انہیں چیزوں کو دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں ہے؟ ضرور ہے اور تما خلقت کو ایک دن اس کا عملی مظاہرہ ضرور در پیش ہونا ہے۔

قرآن مجید میں عقیدۂ بعث بعد الموت کی تائید میں اسی جہان میں مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات بھی موجود ہیں جن کو پڑھنے کے بعد کسی کے لئے کوئی جائے مفر نہیں رہتی بلکہ صاحبان عقل وبصیرت بے ساختہ خداوند قدوس کی تسبیح وتحمید میں مصروف ہوجاتے ہیں، اہل ایمان کے یقین میں اضافہ ہوجاتا ہے اور جو حق کا متلاشی ہوتا ہے اس کے لئے ہدایت کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ان واقعات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں ستر آدمیوں کا بجلی کی کڑک سے ہلاک ہونا پھر ان کا دوبارہ زندہ ہونا، بنی اسرائلی کے ایک مقتول کا زندہ ہوکر اپنے قاتل کی نشاندہی کرنا، حضرت عزیر علیہ السلام کا سو سال بعد اٹھ کر خدا کی قدرت پر اپنے علم ویقین کا اظہار کرنا،

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعے پرندوں کو ذبح کر کے پھر دوبارہ ان کو نئی زندگی عطا ہونا اور اصحاب کہف کا کئی سو سال بعد بیدار ہو کر خدا کی اس قدرت کاملہ کا ایک نمونہ بن جانا وغیرہ شامل ہیں جو بہر حال منکروں کو عاجز کرنے کے لئے کافی ہیں۔ذیل میں ہم قرآنی آیات کی روشنی میں ان واقعات کی طرف فقط توجہ دلاتے ہیں جس کو تفصیل مطلوب ہو وہ کتب تفاسیر کی طرف رجوع کرے۔ان سچے واقعات کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ اعتراف کرنے میں دیر نہ لگے گی کہ بے شک خلاق کائنات قادر مطلق ہے وہ جو چاہے کرسکتا ہے اور اس کا یہ اعلان بالکل سچ ہے۔

:قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ تُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ: یوں عرض کر اے اللہ ملک کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جسے چاہے سلطنت چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے،تو رات کا حصہ دن میں ڈالے اور دن کا حصہ رات میں ڈالے اور مُردہ سے زندہ نکالے اور زندہ سے مردہ نکالے اور جسے چاہے بے گنتی دے۔(آل عمران۔۲۷/۲۸)

واضح رہے کہ ان میں سے ہر ایک واقعہ کی نوعیت ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہے جیسے حضرت عزیر علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ اللہ نے ان کو موت دیکر پھر سو سال کے بعد زندہ کیا اور بنی اسرئیل کے لئے ان کے مقتول کو مذبوح گائے کے جسم کا ایک ٹکڑا مار کر اس طرح زندہ کر دیکھایا کہ مقتول نے خود ہی اپنے قاتل کی نشاندہی کردی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندوں کو ذبح کر کے اس کے گوشت کو آپس میں خلط ملط کر دیا پھر اللہ رب العزت نے ان کو بالفعل یہ مشاہدہ کرا دیا کہ وہ مردوں کو کیسے زندہ فرمائے گا جبکہ اصحاب کہف کا واقعہ ذکر کرنے کے بعد یہ فرمایا کہ ہم اسی طرح مردوں کو دوبارہ زندہ کریں گے، ان میں سے ایک ایک واقعہ میں اگر غور کیا جائے تو اس سچائی کو تسلیم کرنے میں مطلقا کوئی تردد نہیں ہوگا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر شئ پر قادر ہے اور موت کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جانا بالکل حق ہے۔ اب آیئے ان قرآنی واقعات کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے۔

قوم بنی اسرائیل کے ستر آدمیوں کا بجلی کی کڑک سے ہلاک ہونا اور پھر زندہ ہونا

حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

جب بنی اسرائیل نے توبہ کی اور کفارہ میں اپنی جانیں دے دیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام انہیں گوسالہ پرستی کی عذر خواہی کے لئے حاضر لائیں حضرت ان میں سے ستر آدمی منتخب کر کے طور پر لے گئے وہاں وہ کہنے لگے اے موسیٰؑ ہم آپ کا یقین نہ کریں گے جب تک

خدا کو علانیہ نہ دیکھ لیں اس پر آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس کی ہیبت سے وہ مر گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتضرع عرض کی کہ میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا اس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں یکے بعد دیگرے زندہ فرما دیا۔

تفسیر صراط الجنان میں ہے۔

جب بنی اسرائیل نے توبہ کی اور کفارے میں اپنی جانیں بھی دیدیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام انہیں اِس گناہ کی معذرت پیش کرنے کیلئے حاضر کریں چنانچہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان میں سے ستر آدمی منتخب کر کے طور پر لے گئے، وہاں جا کر وہ کہنے لگے: اے موسیٰ! عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، ہم آپ کا یقین نہ کریں گے جب تک خدا کو علانیہ نہ دیکھ لیں، اس پر آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس کی ہیبت سے وہ سب مر گئے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے گڑگڑا کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان ستر افراد کو زندہ فرما دیا۔

اس وقعہ کی طرف قرآن کریم نے ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے۔

:وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ

الصّٰعِقَةُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ، ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ: اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم ہرگز تمہارا یقین نہ لائیں گے جب تک علانیہ خدا کو نہ دیکھ لیں تو تمہیں کڑک نے آلیا اور تم دیکھ رہے تھے پھر مرے پیچھے ہم نے تمہیں زندہ کیا کہ کہیں تم احسان مانو۔ (البقرہ۔ ۵۵/۵۶)

بنی اسرائیل کے مقتول کا زندہ ہوکر اپنے قاتل کی نشاندہی کرنا

بنی اسرائیل میں عامیل نامی ایک مالدار شخص تھا اس کے چچازاد بھائی نے اس کے مال کا وارث بننے کے لالچ میں آکر اس کو قتل کر دیا اور اس کی لاش کو ایک دوسری بستی کے دروازے پر ڈال دیا پھر صبح کو خود ہی اس کے خون کا مدعی بن کر انصاف کا مطالبہ کرنے لگا اس پر وہاں کے لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ آپ دعا کر دیجئے تاکہ حقیقت حال آشکارا ہو جائے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ تم لوگ ایک گائے ذبح کرو اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا لیکر مقتول کے جسم پر مارو وہ خود ہی اٹھ کر بتا دے گا کہ اس کا قاتل کون ہے۔

پیغمبر کا یہ جواب سن کر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا اور ان کو لگا کہ ہم نے کہا کچھ اور ہم کو جواب ملا کچھ اور۔ اس لئے انھوں نے کہا کہ آپ تو ہمارے ساتھ مذاق کر رہے ہیں! اس پر ان کو یقین دلانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ: یعنی اللہ کی پناہ اس سے کہ میرا شمار جاہلوں میں ہو۔ لیکن پھر بھی ان کو یقین نہ آیا کہ اللہ کا پیغمبر ہم سے جو فرما رہا ہے وہی حق ہے اس پر بلا کسی

تر دد کے عمل ہونا چاہئے ، مگر چونکہ ان کے پاس کوئی اور چارۂ کار بھی نہیں تھا اس لئے بادل نخواستہ اسی تجویز سے اتفاق کرنے پر راضی ہوئے ۔ حالانکہ وہ ایسا کرنے پر دل سے تیار نہیں تھے اس لئے وہ گائے کے متعلق بار بار پوچھ تاچھ کرتے رہے کبھی پوچھتے کہ وہ گائے کیسی ہونی چاہئے ۔ کبھی سوال کرتے کہ اس کا رنگ کیسا ہو ۔ بلکہ مکمل اوصاف بتانے کے باوجود بھی وہ یہی کہتے نظر آئے کہ آپ ہمارے اوپر اس گائے کے اوصاف کو مزید اچھی طرح واضح کیجئے کیونکہ جو اوصاف آپ نے پہلے بتائے ہیں ان میں ہم کو اشتباہ ہو گیا ہے ۔ اور وہ ایسا اس لئے کر رہے تھے کہ شاید اس کے بدلے میں کوئی دوسرا اور ہلکا حکم مل جائے لیکن ایسا ہوا نہیں اور بالآخر جب ان کو یقین ہو گیا کہ یہی ایک واحد راستہ ہے ، پیغمبر کی طرف سے کوئی دوسری تجویز سامنے نہیں آئے گی تو ان شاء اللہ کہہ کر تلاش شروع کر دی تو مطلوبہ گائے بھی ان کو مل گئی ۔ پھر نبی اللہ کی ہدایت کے مطابق اس گائے کو ذبح کر کے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا مقتول کے جسم پر مارا ۔ اللہ کی شان وقدرت دیکھئے کہ وہ مقتول اس حال میں زندہ ہو کر کھڑا ہو گیا کہ اس کے گلے سے خون بہہ رہا تھا اور اس نے نام لیکر یہ بتا دیا کہ میرا قاتل میرا چچازاد بھائی ہے ! اب قاتل کو بھی اقرار کرنا پڑا کہ ہاں واقعی وہی اس کا قاتل ہے ۔ قرآن کریم نے اس حادثے کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے ۔

: وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ، قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ، قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ، قَالُوا ادْعُ لَنَا

رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ، قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌۢ بَيْنَ ذٰلِكَ ، فَافْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ، قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا لَوْنُهَا ، قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ ، قَالُوا ادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُبَيِّنْ لَّنَا مَا هِيَ ، اِنَّ الْبَقَرَ تَشٰبَهَ عَلَيْنَا ، وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمُهْتَدُوْنَ ، قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ تُثِيْرُ الْاَرْضَ وَلَا تَسْقِي الْحَرْثَ ، مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيْهَا ، قَالُوا الْـٰٔنَ جِئْتَ بِالْحَقِّ ، فَذَبَحُوْهَا وَمَا كَادُوْا يَفْعَلُوْنَ ، وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ، وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو بولے کہ آپ ہمیں مسخرہ بناتے ہیں فرمایا خدا کی پناہ کہ میں جاہلوں سے ہوں، بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ وہ ہمیں بتادے گائے کیسی کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے نہ بوڑھی اور نہ اوسر (بچھیا) بلکہ ان دونوں کے بیچ میں تو کرو جس کا تمہیں حکم ہوتا ہے، بولے اپنے رب سے دعا کیجئے ہمیں بتادے اس کا رنگ کیا ہے کہا وہ فرماتا ہے وہ ایک پیلی گائے ہے جس کی رنگت ڈہڈہاتی (گہری چمکدار) دیکھنے والوں کو خوشی دیتی، بولے اپنے رب سے دعا کیجئے کہ ہمارے لیے صاف بیان کرے وہ گائے کیسی ہے بے شک گائیوں میں ہم کو شبہ پڑ گیا اور اللہ چاہے تو ہم راہ پا جائیں گے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے اور نہ کھیتی کو پانی دے بے عیب ہے جس میں کوئی داغ نہیں

بولے اب آپ ٹھیک بات لائے تو اسے ذبح کیا اور ذبح کرتے معلوم نہ ہوتے تھے۔(البقرہ۔٦٧ تا ٧٢)

اس واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد اللہ رب العزت نے دعوت فکر دیتے ہوئے فرمایا کہ وہ اسی طرح مردوں کو زندہ فرمائے گا کما قال عزوجل۔

: وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِیْهَا ؕ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ، فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ؕ كَذٰلِكَ یُحْیِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَیُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ :اور جب تم نے ایک خون کیا تو ایک دوسرے پر اس کی تہمت ڈالنے لگے اور اللہ کو ظاہر کرنا جو تم چھپاتے تھے، تو ہم نے فرمایا اس مقتول کو اس گائے کا ایک ٹکڑا مارو! اللہ یونہی مردے جلائے گا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے کہ کہیں تمہیں عقل ہو۔(البقرہ۔٢ ،٧٢/٧٣)

حضرت حزقیل علیہ السلام کی دعا سے ایک جماعت کا موت کے بعد زندہ ہونا

کتب تفاسیر میں آیا ہے کہ قوم بنی اسرائیل کے ایک شہر میں طاعون کی وبا پھیل گئی تھی جس سے بچنے کے لئے کئی ہزار لوگ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور جنگل میں جا کر پناہ گزیں ہوئے اور وہیں مر گئے۔ کچھ عرصہ بعد حضرت حزقیل علیہ السلام وہاں گزرے اور ان کے لئے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا سے ان سب کو دوبارہ زندہ فرما دیا اور اس کے بعد وہ لوگ ایک مدت تک زندہ رہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کا اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

:اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِیَارِہِمۡ اُلُوۡفٌ حَذَرَ الۡمَوۡتِ ۪ فَقَالَ لَہُمُ اللّٰہُ مُوۡتُوۡا ۟ ثُمَّ اَحۡیَاہُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡکُرُوۡنَ: اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے تو اللہ نے ان سے فرمایا مرجاؤ پھر انہیں زندہ فرمادیا بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں (البقرہ، ۲۴۳)

حضرت عزیر علیہ السلام کا وفات کے سوسال بعد دوبارہ حیات ظاہری کی طرف پلٹنا

اللہ کے ایک عظیم پیغمبر حضرت عزیر علیہ السلام کی حکایت بھی کوئی معمولی چیز نہیں کہ خود ان کے وجود کو ہی اللہ رب العزت نے اپنی بے مثال قدرت کا مظہر بنا دیا جو بعد میں آنے والوں کے لئے ایک زبردست دلیل کی حیثیت رکھتا ہے چنانچہ مفسرین لکھتے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام ایک بستی سے گزرے جہاں کے رہنے والوں کو ایک ظالم بادشاہ نے قتل کر دیا تھا اور بستی کو جلا کر ملیامٹ کر دیا دیا تھا آپ نے اس حالت کو دیکھ کر حیرت سے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو دوبارہ کیونکر زندہ فرمائے گا!! پورا واقعہ خزائن العرفان میں سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۵۸ کی تفسیر کے تحت اس طرح سے ہے۔

,بقول اکثر یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے اور بستی سے بیت المقدس مراد ہے۔ جب بخت نصر بادشاہ نے بیت المقدس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل کو قتل کیا ،گرفتار کیا، تباہ کر ڈالا، پھر حضرت عزیر علیہ السلام وہاں گزرے، آپ کے ساتھ

ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا اور آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے تمام بستی میں پھرے کسی کو وہاں نہ پایا۔ بستی کی عمارت کو منہدم دیکھا تو آپ نے براہ تعجب کہا ,اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ,,(اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد) اور آپ نے سواری کے حمار کو وہاں باندھ دیا اور آپ نے آرام فرمایا، اسی حالت میں آپ کی روح قبض کرلی گئی اور آپ کا گدھا بھی مر گیا۔ یہ صبح کے وقت کا واقعہ ہے، اس سے ستر برس بعد اللہ تعالیٰ نے شاہان فارس میں سے ایک بادشاہ کو مسلط کیا اور وہ اپنی فوجیں لیکر بیت المقدس پہنچا اور اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقہ پر آباد کیا، اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہے تھے اللہ تعالیٰ پھر انھیں یہاں لایا اور وہ بیت المقدس اور اس کے نواح میں آباد ہوئے اور ان کی تعداد بڑھتی رہی اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا۔

جب آپ کی وفات کے سو برس گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ کیا، پہلے آنکھوں میں جان آئی، ابھی تک تمام جسم مردہ تھا وہ آپ کے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا۔ یہ واقعہ شام کے وقت غروب آفتاب کے قریب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یہاں کتنے دن ٹھہرے؟ آپ نے اندازہ سے عرض کیا کہ ایک دن یا کچھ کم۔ آپ کا خیال یہ ہوا کہ اسی دن کی شام ہے جس کی صبح کو سوئے تھے ۔فرمایا نہیں بلکہ تم سو برس ٹھہرے، اپنے کھانے اور پانی یعنی کھجور اور انگور کے

رس کو دیکھئے کہ ویسا ہی ہے کہ اس میں بوتک نہ آئی اور اپنے گدھے کو دیکھئے۔ دیکھا تو وہ مر گیا تھا، گل گیا اور اعضاء بکھر گئے تھے، ہڈیا سفید چمک رہی تھیں، آپ کی نگاہ کے سامنے اس کے اعضاء جمع ہوئے، اعضاء اپنے اپنے مواقع پر آئے، ہڈیوں پر گوشت چڑھا، گوشت پر کھال آئی، بال نکلے، پھر اس میں روح پھونکی، وہ اٹھ کھڑا ہوا اور آواز کرنے لگا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کیا اور فرمایا: میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ (خزائن العرفان)

اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ رب العزت فرماتا ہے۔

:اَوۡ كَالَّذِىۡ مَرَّ عَلٰى قَرۡيَةٍ وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوۡشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحۡىٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمۡ لَبِثۡتَ ؕ قَالَ لَبِثۡتُ يَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ يَوۡمٍ ؕ قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَةَ عَامٍ فَانۡظُرۡ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمۡ يَتَسَنَّهۡ ۚ وَانۡظُرۡ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجۡعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانۡظُرۡ اِلَى الۡعِظَامِ كَيۡفَ نُنۡشِزُهَا ثُمَّ نَكۡسُوۡهَا لَحۡمًا ؕ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعۡلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ: یا اس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھئی (گری) پڑی تھی اپنی چھتوں پر بولا اسے کیوں کر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا کچھ کم فرمایا نہیں

بلکہ تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ (کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں) اور یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیوں کر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انھیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے **(البقرہ۔۲۵۹)**

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پرندوں کی موت کے بعد زندہ ہونے کا مشاہدہ کرنا

مفسرین کے مطابق سمندر کے کنارے ایک آدمی کی لاش پڑی تھی، سمندر کا پانی چڑھ آتا تو اس لاش کو مچھلی وغیرہ پانی کے جانور کھانے لگتے اور جب پانی نیچے چلا جاتا تو خشکی کے جانور پرندہ و چیونٹی وغیرہ کھانے لگتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس منظر کو دیکھا تو ان کو شوق ہوا کہ خدا کی اس قدرت کی ایک جھلک دیکھنا چاہئے کہ مردوں کو کیسے زندہ کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور یہ درخواست پیش کی کہ اے پروردگار مجھے دیکھا دے تو مردوں کو کیسے زندہ فرمائے گا!۔ رب تعالیٰ علیم وخبیر ہونے کے باوجود فرمایا کہ اے ابراہیم کیا تمھیں یقین نہیں ہے کہ مردوں کو زندہ کرنے پر قادر ہوں۔ آپ نے عرض کی پروردگار کیوں نہیں یقینا تو قادر ہے لیکن میں اپنا شوق دید مٹانا چاہتا ہوں تا کہ دل کو مزید قرار آجائے۔

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کی درخواست قبول فرمائی اور آپ کو یہ ترکیب بتائی کہ چار پرندوں کو لیکر ان کو ذبح کریں، سب کے سر اپنے پاس محفوظ کرلیں اور ان کے گوشت

کو قیمہ بنا کر آپس میں خوب ملا کر چار حصے کر کے ہر ایک حصہ کو ایک ایک پہاڑی پر رکھ دیں پھر ان کو آواز دیں اور خدا کی قدرت کا نظارہ کریں اس طور پر کہ وہ سب آپ کی طرف دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ حضرت ابرہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا یعنی چار پرندے مور، مرغ، کبوتر اور کوا کو لیا پھر ان کو ذبح کر کے سر اپنے پاس رکھا اور ان کے گوشت کو خوب آپس میں خلط ملط کر کے پہاڑیوں پر رکھدیا پھر باذن الٰہی ان کو آواز دی تو ہر ایک پرندے کا رگ وریشہ، گوشت و پوشت اور بال و پر ایک دوسرے سے خود بخود ممتاز ہو کر اپنے سروں سے جا لگے اور پہلے کی طرح بالکل زندہ وسالم ہو کر اڑ گئے۔ اس واقعہ کا ذکر قرآن مجید نے یوں کیا ہے۔

:وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى، قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ، قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ، قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا، وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ :اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھادے تو کیوں کر مُردے جِلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بُلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے (البقرہ۔ ۲۶۰)

اصحاب کہف کا تین سو سال بعد نیند سے بیدار ہو کر عقیدۂ بعث بعد الموت پر دلیل بن جانا

حدیث پاک میں آیا ہے۔

:النوم اخ الموت واهل الجنة لاينامون: یعنی نیند موت کا بھائی ہے اور جنتیوں کو نیند نہیں آئے گی۔(شعب الایمان)

آقائے دو عالم ﷺ کا ارشاد پاک بالکل حق ہے کیونکہ انسان جب نیند کی آغوش میں سما جاتا ہے تو پھر اسے دنیا کی کوئی خبر نہیں رہتی کہ اس عالم میں اس پر سے کیسے کیسے مناظر گزرے حتیٰ کہ اس حالت میں اگر کوئی سامنے سے اس پر جان لیوا حملہ بھی کرے تو نیند میں ہونے کی وجہ سے وہ اپنا بچاؤ نہیں کر سکتا، بالکل اسی طرح جس طرح مرنے والا اپنے خلاف کسی حربے کو رد کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا گویا نیند چھوٹی موت کا نام ہے۔ اس اعتبار سے دیکھیں تو نیند ہمارے وجود میں قدرت کی ایک بہت بڑی نشانی ہے کہ ہم روز ایک طرح کی جسمانی موت مارے جاتے ہیں اور روز جلائے جاتے ہیں جس کی نظیر اصحاب کہف کا وہ عبرت آموز واقعہ ہے جو قرآن میں اسی پس منظر کے تحت ذکر کیا گیا ہے، یہاں واقعہ نگاری مقصود نہیں ہے صرف نشاندہی کر دیتا ہوں۔ ارشاد الٰہی ہے۔

:اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۔ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۔ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۔ ثُمَّ

بَعَثۡنٰهُمۡ لِنَعۡلَمَ اَیُّ الۡحِزۡبَیۡنِ اَحۡصٰی لِمَا لَبِثُوۡۤا اَمَدًا: ترجمہ: (اے مخاطب!) کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ غار والے اور کتبے والے ہماری نشانیوں میں سے ایک عجیب نشانی تھے، جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی تو انہوں نے دعا کی اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما اور ہمارے مشن میں کامیابی کے اسباب مہیا فرما دے، پھر ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی سالوں تک نیند مسلط کر دیا پھر ہم نے ان کو اٹھایا تا کہ ہم یہ ظاہر کریں کہ ان کے غار میں ٹھہرنے کی مدت کو دو جماعتوں میں سے کس نے زیادہ یاد رکھا ہے **(الکہف۔۷ تا ۱۲)**

اکثر مفسرین کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع آسمانی کے بعد افسوس نامی شہر میں ایک بت پرست اور ظالم بادشاہ دقیانوس کی حکومت قائم ہوئی وہ لوگوں کو بت پرستی پر مجبور کرتا تھا اور جو بت پرستی پر راضی نہ ہوتا اسے قتل کر ڈالتا تھا اس کے جَبر و ظلم سے اپنا ایمان بچانے کے لئے اصحابِ کہف اس شہر سے بھاگ نکلے اور قریب کے پہاڑ میں ایک غار کے اندر پناہ گزین ہوئے، جہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسی نیند مسلط فرما دی کہ وہ تین سو برس سے زیادہ عرصہ تک اسی حال میں رہے۔

اس درمیان حالات بدل گئے یہاں تک اسی ملک میں ایک مسلمان بادشاہ کی حکومت قائم ہوگئی جس کا نام بیدروس تھا اس کے زمانے میں لوگوں کے اندر عقیدۂ بعث الموت کو لیکر شدید اختلاف پیدا ہوگیا ایک دن بادشاہ تنہائی میں جا کر اللہ تعالیٰ

سے بہت ہی گریہ وزاری کے ساتھ دعا کی ائے اللہ موت کے بعد زندہ کئے جانے پر تو کوئی ایسی نشانی ظاہر کردے جس سے اس عقیدہ پر لوگوں کا ایمان بحال ہوجائے ۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے حالات منکشف فرمادیئے اور لوگوں کو یقین آگیا کہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا بالکل حق ہے۔اس پورے واقعہ کو ذکر کرنے کے بعد اللہ رب العالمین ارشاد فرتا ہے۔

:وَ كَذٰلِكَ اَعثَرنَا عَلَيهِم لِيَعلَمُوا اَنَّ وَعدَ اللهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيبَ فِيهَا: ترجمہ:اوراس طرح ہم نے (لوگوں کو) ان کے حال سے واقف کردیا تاکہ ان کو یقین ہوجائے کہ اللہ کا وعدہ برحق ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے (الکہف ۔۲۱)

عقیدۂ بعث بعد الموت ایک اٹل حقیقت ہے

سطور بالا میں قرآنی حکایات کی روشنی میں بھی یہ عقیدہ اچھی طرح واضح ہوگیا کہ اس دنیا سے مرنے کے ساتھ ہی کہانی ختم ہونے والی نہیں بلکہ یہ دنیا ایک دارالعمل ہے یہاں کس نے اچھا کیا کس نے برا کیا اس کا فیصلہ یہاں نہیں وہاں ہوگا جس کو دارالجزأ کہا جاتا ہے اور وہاں سب کو پھر سے حقیقی زندگی کے ساتھ اٹھایا جائے گا چاہے کوئی مانے یا انکار کرے اس سے اس عقیدے کی صحت پر کوئی اثر پڑنے والا نہیں کیونکہ یہ ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے کسی کے لئے بھی فرار ممکن نہیں۔ یہاں نہیں تو وہا یقین آنا ہی ہے۔

غرض کہ انکار کرنے والے چاہے جتنا بھی انکار کریں لیکن انھیں اس حقیقت کا سامنا بہر حال کرنا ہوگا اور اس دن ان کو اس سچائی کا ایسا یقین ہوگا کہ دنیا کی زندگی کو اس کے مقابلے میں دن کا ایک مختصر سا حصہ خیال کریں گے اور اس وقت ان کو اس عقیدے کے انکار پر زبردست پچھتاوا ہوگا جیسا کہ سورۂ یونس میں ہے۔

: وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ كَأَنْ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ: ترجمہ: اور جس دن وہ (اللہ) ان کو جمع فرمائے گا (تو یہ گمان کریں گے کہ) وہ (دنیا میں) دن کی صرف ایک گھڑی بھر رہے ہیں، وہ ایک دوسرے کو پہچان لیں گے، بیشک وہ نقصان میں رہے جنہوں نے اللہ کے سامنے حاضر ہونے کو جھٹلایا تھا اور وہ ہدایت پانے والے نہ تھے۔ (یونس۔ ۴۵)

اسی طرح منکر اس دن اپنے جھوٹے اور فاسد عقیدے کا برا نتیجہ بھی دیکھ لیں گے جیسا کہ سورۂ نحل میں فرمایا گیا۔

: وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَنْ يَمُوتُ بَلَى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ، لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ: اور انہوں نے اپنی پکی پکی قسموں میں سے اللہ کی قسم کھائی کہ اللہ مرنے والوں کو دوبارہ زندہ کر کے نہیں اٹھائے گا کیوں نہیں! یہ اللہ کا برحق وعدہ ہے اور لیکن اکثر لوگ

نہیں جانتے، تا کہ وہ ان پر اس حقیقت کو کھول دے جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اور اس لئے کہ کفار جان لیں کہ وہ جھوٹے تھے۔ (النحل۔ ۳۸،۳۹)

بلکہ انکار کرنے والوں پر مزید مصیبت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ تم دنیا میں کتنے سال رہے؟ یعنی منکرین آخرت جو دنیا کی زندگی کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے تھے اور یہ کہتے تھے کہ موت کے بعد حشر ونشر کوئی چیز نہیں ہے ان سے کہا جائے گا کہ جس دنیا کی رنگینیوں میں کھو کر تم نے آخرت سے انکار کیا تھا بتاؤ اس دنیا میں تمھاری زندگی کتنی تھی؟ اور اس وقت منکروں کو دنیا کی زندگی اتنی کم معلوم ہوگی کہ وہ اسے ایک دن سے بھی کم گمان کریں گے، سورۂ مؤمنون میں ہے۔

:قَالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَاسْأَلِ الْعَادِّينَ قَالَ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا لَوْ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ : ترجمہ: اللہ فرمائے گا تم زمین میں کتنے سال رہے تھے؟ وہ کہیں گے ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے تھے آپ گننے والوں سے پوچھ لیجیے اللہ فرمائے گا تم بہت کم وقت ٹھہرے تھے کاش تم نے پہلے جان لیا ہوتا! کیا تم نے یہ گمان کرلیا تھا کہ ہم نے تم کو فضول پیدا کیا تھا اور تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے پس اللہ بلند شان والا ہے اور حقیقی بادشاہ ہے اس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے وہی عرش کریم کا رب ہے۔ (المومنون۔ ۱۱۲ تا ۱۱۶)

قرآن مجید کے اندر موت کے بعد زندہ اٹھائے جانے کی بات مختلف انداز میں لیکن مکمل وضاحت اور مستحکم لفظوں میں کہی گئی ہے اور اس سلسلے میں چند لفظوں کا استعمال بکثرت ہوا ہے جیسے [یحشرون، تحشرون، یبعثون وتبعثون، یرجعون، ترجعون] وغیرہ۔ جن سے عقیدۂ مذکور کو حسین پیرائے میں حسب حال مخاطب بیان کیا گیا ہے جیسا کہ درج ذیل آیات سے ظاہر ہے۔

(۱): وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ: اور جان رکھو کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے۔(البقرہ۔ ۲۰۳)

(۲): وَلَئِنْ مُّتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُونَ: اور اگر تم مرو یا مارے جاؤ تو اللہ کی طرف اٹھنا ہے۔(آل عمران۔ ۱۵۸)

(۳): وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ: اور اللہ سے ڈرو جس کی طرف تمہیں اٹھنا ہے۔(المائدہ۔ ۹۶)

(۴): وَيَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا أَيْنَ شُرَكَاؤُكُمُ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ: اور جس دن ہم سب کو اٹھائیں گے پھر مشرکوں سے فرمائیں گے کہاں ہیں تمہارے وہ شریک جن کا تم دعوٰی کرتے تھے۔ (الانعام۔ ۲۲)

(۵): وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ: اور

نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرند کہ اپنے پروں اڑتا ہے مگر تم جیسی اُمّتیں ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔(الانعام۔۳۸)

(۶): وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْإِنْسِ: اور جس دن اُن سب کو اٹھائے گا اور فرمائے گا اے جن کے گروہ تم نے بہت آدمی گھیر لیے(الانعام۔۱۲۸)

(۷): يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ: اے ایمان والو اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لیے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے۔(الانفال۔۲۴)

(۸): وَ الْمَوْتٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ: اور مردوں کو اللہ اٹھائے گا پھر وہ اسی کی طرف پلٹائے جائیں گے۔(الانعام۔۳۶)

(۹): وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَ يَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيْهِ لِيُقْضٰٓى اَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ اِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ: اور وہی ہے جو رات کو تمہاری روحیں قبض کرتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ دن میں کماؤ پھر تمہیں دن میں اٹھاتا ہے کہ ٹھہرائی ہوئی میعاد پوری ہو پھر اسی کی

طرف تمہیں پھرنا ہے پھر وہ بتادے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔(الانعام۔۶۰)

(۱۰):قَالَ اَنۡظِرۡنِیۡۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ:(شیطان) بولا مجھے فرصت دے اس دن تک کہ لوگ اٹھائے جائیں (الاعراف۔۱۴)

(۱۱):یَوۡمَ یَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیۡعًا فَیُنَبِّئُهُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا اَحۡصٰىهُ اللّٰهُ وَ نَسُوۡهُ وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدٌ:جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا پھر انہیں اُن کے کوتک (کرتوت) جتا دے گا اللہ نے انہیں گن رکھا ہے اور وہ بھول گئے اور ہر چیز اللہ کے سامنے ہے (المجادلہ۔۶)

(۱۲):یَوۡمَ یَبۡعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِیۡعًا فَیَحۡلِفُوۡنَ لَهٗ كَمَا یَحۡلِفُوۡنَ لَكُمۡ وَ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ الۡكٰذِبُوۡنَ:جس دن اللہ ان سب کو اٹھائے گا تو اُس کے حضور بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسی تمہارے سامنے کھا رہے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا سنتے ہو بے شک وہی جھوٹے ہیں۔(المجادلہ۔۱۸)

(۱۳):لَلَبِثَ فِیۡ بَطۡنِهٖۤ اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ:ضرور اس کے پیٹ میں رہتا جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے (الصفات۔۱۴۴)

(۱۴):وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِیَةٌ لَّا رَیۡبَ فِیۡهَا وَ اَنَّ اللّٰهَ یَبۡعَثُ مَنۡ فِی الۡقُبُوۡرِ:اور اس لیے کہ قیامت آنے والی اس میں کچھ شک نہیں اور یہ کہ اللہ اُٹھائے گا اُنہیں جو قبروں میں ہیں (الحج۔۷)

(۱۵):وَ اتَّقُوۡا یَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِیۡهِ اِلَی اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰی كُلُّ نَفۡسٍ مَّا كَسَبَتۡ وَ

هُمۡ لَا يُظۡلَمُوۡنَ: اورڈرواس دن سے جس میں اللہ کی طرف پھروگے اور ہر جان کو اس کی کمائی پوری بھر دی جائے گی اوران پر ظلم نہ ہوگا۔(البقرہ۔۲۸۱)

تتمہ کلام

یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے اس دور پرفتن میں جہاں ہرطرف لوگ دنیا کی رعنائیوں ورنگینیوں میں مستغرق نظر آرہے ہیں وہیں عامۃ المسلمین کے ایمان وعقائد کس قدر متزلزل ہو گئے ہیں بلکہ مشاہدہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں مسلم گھرانوں میں پیدا ہونے والے نوجوانوں کا ایک طبقہ غیر شعوری طور پر ہی سہی لیکن تیزی سے دہریت اورلادینیت کی طرف بڑھ رہا ہے۔غیروں کی صحبت اور تعلیمات قرآن سے دوری انھیں ہلاکت ایمانی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔انھیں نہ اپنی مسلمانی کا احساس نہ اللہ تعالٰی کی پکڑ کا خوف ہے حتیٰ کہ مذہبی عقائدوحقائق کوایک ثانوی حیثیت دے کر نظرانداز کر دیتا ہے نیزاکثر بیشتر وہ لوگ جودنیا کی نعمتوں میں دادعیش دے رہے ہیں وہ بھی شاید گناہوں پراس لئے جری نظر آتے ہیں کیوں کہ آخرت کا تصوراور یوم محاسبہ کاسنگین امران کی نظر میں بالکل دھندلا ہو چکا ہے یا ہوسکتا ہے وہ لوگ یہ سمجھتے ہوں کہ ہمیں نہ کسی عظیم چیز کا سامنا کرنا ہے نہ حساب وکتاب کی منزل سے گزرنا ہے اوراگر ایسا مرحلہ پیش آیا بھی تو ہم بچ جائیں گے جبکہ ان کے خیال کے برعکس اللہ رب العالمین کا ارشاد کچھ اور ہی ہے کما قال عزوجل۔

:اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ، حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ، كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ، ثُمَّ كَلَّا

سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ، كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ، لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ، ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ، ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ: تمہیں غافل رکھا مال کی زیادہ طلبی نے، یہاں تک کہ تم نے قبروں کا منہ دیکھا، ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے، پھر ہاں ہاں جلد جان جاؤ گے، ہاں ہاں اگر یقین کا جاننا جانتے تو مال کی محبّت نہ رکھتے، بے شک ضرور جہنم کو دیکھو گے، پھر بے شک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے، پھر بے شک ضرور اس دن تم سے نعمتوں سے پرسش ہوگی۔ (التکاثر)

لٰہذا یہ ایک نا قابل تنسیخ سچائی ہے کہ موت کے بعد اللہ رب العزت ہم سب کو پھر زندہ فرمائے گا اور اصل زندگی وہی ہوگی جو اس دنیا سے انتقال کے بعد شروع ہونے والی ہے اور وہ بہت ہی مشکل و دشوار گزار زندگی ہے اس کے مراحل بہت کٹھن ہیں جن کو بہر حال طے کرنے ہوں گے اور وہاں جب رب کے حضور پیشی ہوگی تو پروانۂ نجات کا مجاز صرف وہی جماعت ہوگی جس نے اس دنیا میں اسلام کی حقانیت کو تسلیم کیا اس کے احکام پر عمل کئے اور اس کی ہر ہدایت پر سختی سے کار بند رہی بایں ہمہ ہم سب پر اشد ضروری ہے کہ ہم عقائد اسلامیہ کے ہر باب میں خود کو درجۂ یقین پر فائز کر لیں اور اپنی نسل کو یہ باور کرا دیں کہ اسلام ہی دین حق ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بتایا ہوا راستہ ہی جادۂ مستقیم و منزل مقصود تک پہنچانے والا ہے۔

اللہ کریم وغفار کے جناب پاک میں اپنے آقا مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہوں کہ اے جان و مال وعزت آبرو کے مالک ہم سب کو راہ

ہدایت پر استقامت عطا فرما ، ہمارے ایمان وعقیدے کو اپنی رضا کے مطابق کردے ، دنیا وآخرت میں ہمارے عیوب ونقائص کی پردہ پوشی فرما اور ایمان کے ساتھ نیکی والی زندگی عطا کر اور خاتمہ بالخیر فرما۔ نیز میری اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ بے نیاز وکریمانہ میں شرف قبولیت عطا فرما۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ، وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

والسلام مع الکرام

طالب دعائے حسن خاتمہ

گدائے بارگاہ قادریہ ، برکاتیہ رضویہ

احقر الوریٰ **محمد احمد رضا قادری مصباحی** حنفی دیناجپوری غفرلہ

خادم التدریس والافتائ جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم

کربلا روڈ کالپی شریف ضلع جالون یوپی

۲۶ / جمادی الاخریٰ ۱۴۴۱ھ بمطابق ۲۳ / جولائی ۲۰۲۰ء

موبائل: 9564767751

موبائل: 8617008310

دعا برائے طلبہ جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کالپی شریف

کتاب ہذا کی اشاعت میں جامعہ اہلسنت ضیاء العلوم کالپی شریف کے درج ذیل طلبہ نے بھی حسب استطاعت اپنا مالی تعاون پیش کیا ہے۔(۱) محمد انیس الحق ۔ (۲) محمد شاہجہاں۔ (۳) فیضان رضا۔ (۴) تعظیم الاسلام۔(۵) آزاد علی۔(٦) شمشاد رضا۔(٦) محمد نور عالم۔(۷) نسیم اختر۔(۸) مقصود رضا۔(۹) ابوبکر صدیق۔(۱۰) قمر الحق۔(۱۱) محمد فرید عالم ۔(۱۲) عبد الصمد۔ سلمہم اللہ تعالیٰ۔ میری دعا ہے کہ رب کریم ہمارے طلبہ کے اس مخلصانہ تعاون کو قبول فرمائے، انھیں بہتر عالم دین بنائے اور دین متین کا سچا و پکا خادم بنائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ قارئین سے بھی ان کے حق میں دعا کی درخواست ہے۔

العارض

محمد احمد رضا مصباحی غفرلہ

مؤلف کی دیگر کتابیں

۱- تازیانہ بر محبین عام دیابنہ

۲- قہر ربانی بر فتنہ شیطانی

۳- المذہب المشہور فی زیارۃ القبور

۴- سوت پیر کی اصلیت

اور گانے بجانے کی ممانعت

